جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلہ

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُھُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ؕ

القران الحکیم ۲:۲۵۸

ڈے اون دی ہل اینڈ پبلک افیئرز سیمینار ۲۰۱۸

AHMADIYYA
MUSLIM COMMUNITY
United States of America

Muslims who believe in the Messiah
Mirza Ghulam Ahmad of Qadian

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم
نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم ۔
وَ عَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

" You were born for a great purpose at a great time. " Friday Sermon Hazrat Khalifatul Masih IV (rh) - April 3, 1987

" تم ایک عظیم مقصد کے لئے عظیم الشان وقت میں پیدا ہوئے ہو۔ "
خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ۳ اپریل ۱۹۸۷

Waqifat Refresher Course

4th National Waqifat-e-Nau Camp

Friday June 22, 2018 - Friday June 29, 2018

Al-Nasr Mosque
500 Bridge Street
Willingboro, NJ 08046

Join us for a week of learning, bonding, and sisterhood!

Waqifat Ages 12+

For more information contact:
waqifat@lajnausa.net

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

البقرہ ۲۵۸

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

النور

ریاستہائے متحدہ امریکہ

Al-Nur

جلد ۳۹ ہجرت، احسان ۱۳۹۷ ہش — مئی، جون ۲۰۱۸ — شعبان، رمضان، شوال ۱۴۳۹ ہجری شمارہ ۵۔۶

وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ

۷ ﴿سورۃ الاعراف﴾: ۸۷

اور ہر رستہ پر (اس نیت سے) نہ بیٹھا کرو کہ جو اللہ پر ایمان لائے اس کو اللہ کے راستہ سے ڈراؤ اور روکو اور اُس (خدا کے رستہ) میں غلطیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہو۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّ نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ

۲ ﴿سورۃ البقرۃ﴾: ۱۳۹

اللہ کا رنگ پکڑو۔ اور رنگ میں اللہ سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔

---تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ---

۲ ﴿سورۃ البقرۃ﴾: ۱۸۸

یہ اللہ کی قائم کردہ حدود ہیں پس ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔

(۷۰۰ احکامِ خداوندی صفحہ ۹۸، ۹۹، ۱۰۱)

نگران: ڈاکٹر مرزا مغفور احمد امیر جماعت احمدیہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ

ادارتی مشیر: محمد ظفر اللہ ہنجرا، سید شمشاد احمد ناصر

مدیر: سید ساجد احمد

معاون مدیر: حسنیٰ مقبول احمد

ادارتی معاونین: امۃ الباری ناصر، احمد مبارک، صاحبزادہ جمیل لطیف، صادق باجوہ، محمد صفی اللہ خان، امتیاز راجیکی

مراسلت کا پتہ:

Al-Nur@ahmadiyya.us

Editor Al-Nur, 15000 Good Hope Road

Silver Spring, MD 20905

اِس شمارے میں

وعدۂ خلافت

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

(۲۴[سورۃ النور]:۵۶)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"مسیح موعود کی پیشگوئی صرف حدیثوں میں نہیں ہے بلکہ قرآن شریف نے نہایت لطیف اشارات میں آنے والے مسیح کی خوشخبری دی ہے جیسا کہ اُس نے وعدہ فرمایا ہے کہ جس طرز اور طریق سے اسرائیلی نبوتوں میں سلسلۂ خلافت قائم کیا گیا ہے وہی طرز اسلام میں ہوگی۔✪ یہ وعدہ مسیح موعود کے آنے کی خوشخبری اپنے اندر رکھتا ہے۔ کیونکہ جب سِلسلۂ خلافت انبیاء بنی اسرائیل میں غور کی جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ سِلسلہ حضرت موسیٰ سے شروع ہوا اور پھر چودہ سو برس بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوگیا۔ اور اِس نظامِ خلافت پر نظر ڈال کر معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کا مسیح موعود جس کے آنے کی یہود کو خوشخبری دی گئی تھی چودہ سو برس بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آیا اور غریبوں اور مسکینوں کی شکل میں ظاہر ہوا اور اس مماثلت کے پورا کرنے کے لئے جو قرآن شریف میں دونوں سلسلۂ خلافت اسرائیلی اور خلافت محمدی میں قائم کی گئی ہے ضروری ہے کہ ہر ایک منصف اِس بات کو مان لے کہ سلسلۂ خلافتِ محمدیہ کے آخر میں بھی ایک مسیح موعود کا وعدہ ہو جیسا کہ سِلسلۂ خلافت موسویہ کے آخر میں ایک مسیح موعود کا وعدہ تھا اور نیز تکمیل مشابہت دونوں سِلسلوں کے لئے یہ بھی لازم آتا ہے کہ جیسا کہ خلافت موسویہ کے چودہ سو برس کی مدت پر مسیح موعود بنی اسرائیل کے لئے ظاہر ہوا تھا ایسا ہی اور اسی مدّت کے مشابہ زمانہ میں خلافتِ محمّدیہ کا مسیح موعود ظاہر ہو۔ اور نیز تکمیل مشابہت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جیسا کہ یہودیوں کے علماء نے خلافت موسویہ کے مسیح موعود کو نعوذ باللہ کافر اور ملحد اور دجّال قرار دیا تھا ایسا ہی خلافتِ محمدیہ کے مسیح موعود کو اسلامی قوم کے علماء کافر اور ملحد اور دجّال قرار دیں۔ اور نیز تکمیل مشابہت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جیسا کہ خلافتِ موسویہ کا مسیح موعود ایسے وقت میں آیا تھا کہ جبکہ یہودیوں کی اخلاقی حالت نہایت ہی خراب ہوگئی تھی اور دیانت اور امانت اور تقویٰ اور طہارت اور باہمی محبت اور صلح کاری میں بہت فتور پڑ گیا تھا اور اُن کی اس ملک کی بھی سلطنت جاتی رہی تھی جس ملک میں مسیح موعود اُن کی دعوت کے لئے ظاہر ہوا تھا۔ ایسا ہی خلافتِ محمدیہ کا مسیح موعود قوم کی ایسی حالت اور ایسے ادبار کے وقت ظاہر ہو۔۔۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۴، ایام الصلح صفحات ۲۸۳ تا ۲۸۴)

✪ دیکھو آیت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔(النور۵۶)

احادیث مبارکہ

خلافت علیٰ منہاج النبوۃ

عَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَکُوْنُ النُّبُوَّۃُ فِیْکُمْ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًّا فَتَکُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّۃً فَیَکُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ ثُمَّ سَکَتَ۔

(مسند احمد، حدیث نعمان بن بشیر۔ مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذاء رساں بادشاہت قائم ہوگی (جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے) جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دَور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپؐ خاموش ہوگئے۔

قَالَ عَلِیٌّ اِنِّیْ لَمْ اَرَزَ مَانًا خَیْرَ الْعَامِلِ مِنْ زَمَانِکُمْ ھٰذَا اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ زَمَانٌ مَعَ نَبِیٍّ۔

(مسند احمد)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ تمہارے اس زمانہ سے بہتر زمانہ اچھے اثرات کے لحاظ سے مجھے نظر نہیں آتا البتہ اگر کوئی نبی آئے تو اس کے زمانہ کی برکات کی اور بات ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ مُبَارَکَۃٌ لَایُدْرٰی اَوَّلُھَا اَوْ اٰخِرُھَا۔

(جامع الصغیر۔ کنز العمال)

روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت ایک مبارک امت ہے۔ یہ نہیں معلوم ہو سکے گا کہ اس کا اوّل زمانہ بہتر ہے یا آخری یعنی دونوں زمانے شان وشوکت والے ہوں گے۔

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے

"۔۔۔خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے اور کئی آفتیں زمین پر اُتریں گی کچھ تو اُن میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائیں گی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد۔

یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اِس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ [(ترجمہ) خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اُس کے نبی غالب رہیں گے۔ منہ] اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اِسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اُس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے:

(۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔

(۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔

پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اُس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا (النور: ۵۶) یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔

ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جب کہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اِس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچا دیں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں اُن کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس ۴۰ دن تک روتے رہے۔

ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سوائے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو۲ قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو۲ جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔

وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔

میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آ جائے گی۔

اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔ (روحانی خزائن جلد ۲۰، رسالہ الوصیۃ صفحات ۳۰۳ تا ۳۰۷)

وکالت مال کی طرف سے اہم اعلان

انسٹیٹیوٹ فار سپیشل ایجوکیشن ربوہ نومبر ۲۰۱۳ء سے معذور بچوں کی تعلیم اور ان کے علاج معالجہ کے لئے کام کر رہا ہے۔ سکول میں باقاعدہ کلاسز کے علاوہ وُوکیشنل ٹریننگ بھی کروائی جاتی ہے اور مختلف تھیراپی یونٹس بھی قائم ہیں۔ یہ انسٹیٹیوٹ وقتی طور پر ایک تین منزلہ چھوٹی عمارت میں کام کر رہا ہے۔ تین منزلہ عمارت معذور بچوں کے لئے بالکل بھی موزوں نہیں ہے نیز موجودہ عمارت میں بنیادی سہولتیں مہیا کرنے میں بھی مشکلات دَر پیش ہیں۔ اس ادارہ کے لئے جدید سہولتوں سے آراستہ ایک موزوں عمارت بنانے کا ارادہ ہے۔ جس کا اندازاً خرچ پاکستانی کرنسی میں تقریباً ۱۵ کروڑ روپے ہے۔

حضور انور نے پاکستان کے ساتھ بیرون ملک کے مخیّر احمدی احباب کو بھی اس ادارہ کی نئی عمارت کے لئے عطیہ جات کی تحریک میں شامل کرنے کی اجازت عنایت فرمائی ہے۔

براہِ مہربانی اپنی جماعت میں اس کی تحریک کریں۔ جو کوئی اپنی مرضی اور سہولت سے حصہ لینا چاہے تو لے سکتا ہے لیکن اس کی وجہ سے لازمی چندہ جات پر اثر نہیں پڑنا چاہیئے۔ جو بھی وصولیاں ہوں اس کی رپورٹ ہر ماہ وکالت مال لندن کو بھجوا دیا کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

احمدیہ خلافت ـــ خلفائے احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

خلافت خدا کے فضل سے ملتی ہے۔

لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ: خلیفہ کا بنانا خدا کے اختیار میں ہے۔ اور میں اس امر میں خود گواہ ہوں کہ خلافت خدا کے فضل سے ملتی ہے۔

وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ: یہ سچے خلیفہ کی صداقت کے نشان بتائے کہ ان میں تمکین دے گا۔ اُن پر خوف بھی آئے گا مگر وہ خوف امن سے بدلا جاوے گا۔ بر خلاف اس کے جو ان کے منکر ہوئے وہ فاسق ہوں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

خدا ہمیشہ خلفاء پیدا کرے گا

”دنیا کے مذاہب کی حفاظت کے لئے مؤید من اللہ، نصرت یافتہ پیدا نہیں ہوتے۔ اسلام کے اندر کیسا فضل اور احسان ہے کہ وہ مامور بھیجتا ہے جو پیدا ہونے والی بیماریوں میں دعاؤں کے مانگنے والا، خدا کی درگاہ میں ہوشیار انسان، شرارتوں اور عداوتوں کے بدنتائج سے آگاہ، بھلائی سے واقف انسان ہوتا ہے۔

جب غفلت ہوتی ہے اور قرآن کریم سے بے خبری ہوتی ہے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں میں بے سمجھی پیدا ہو جاتی ہے تو خدا کا وعدہ ہے کہ ہمیشہ خلفاء پیدا کرے گا۔۔۔“ (الحکم ۳ مارچ ۱۸۹۹ء، صفحہ ۵، ۶۔ بحوالہ حقائق الفرقان جلد سوم ص ۲۲۸)

خلیفہ معزول نہیں ہوسکتا۔

”خلافت کیسری کی دُکان کا سوڈاواٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اُٹھاسکتے، نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔

تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دوگے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔“ (اخبار ”بدر“ ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء۔ جلد ۱۲ نمبر ۲، صفحہ ۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

خلیفہ کی اطاعت

”یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔۔۔ ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لاتا ہوں، ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں، خدا کے حضور اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہو گی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا۔“ (خطبہ جمعہ بیان فرمودہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۶ء مطبوعہ الفضل ۱۵ نومبر ۱۹۴۶ء، صفحہ ۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:

خلافت راشدہ کا اللہ تعالیٰ قیامت تک وعدہ دیتا ہے

''پہلے سلسلۂ خلافت کی ایک شاخ تو جو بعد نبی مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ خلفاو مجددین پر مشتمل تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ختم ہوگئی۔ اگلی صدی کے مجدد کی ہر ایک کو تلاش کرنی چاہئے لیکن ہر آنے والی صدی کے سر پر جو شخص مجدد کی تلاش میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام (جو آخری ہزار سال کے مجدد ہیں) کے علاوہ کوئی ایسا چہرہ دیکھتا ہے جو آپ علیہ السلام کے خلیفہ کا نہیں، آپ علیہ السلام کے ظل کا نہیں وہ سچے مجدد کا چہرہ نہیں دیکھتا لیکن پہلے سلسلۂ خلافت کی دوسری شاخ اور وہ بھی خلافت راشدہ کا حصہ ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اظلال کی شکل میں جاری ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں تم ایمان کی اور اعمال صالحہ کی شرط پوری کرتے رہنا تمہیں قدرت ثانیہ کے مظاہر یعنی خلافت راشدہ کا اللہ تعالیٰ قیامت تک وعدہ دیتا ہے۔ خدا کرے کہ محض اسی کے فضل سے جماعت عقائد صحیحہ اور پختہ ایمان اور طیب اعمال کے اوپر قائم رہے تا کہ اس کا یہ وعدہ قیامت تک جماعت کے حق میں پورا ہوتا رہے۔'' (اختتامی خطاب سالانہ اجتماع انصاراللہ ۲۷/ اکتوبر ۱۹۶۸ء، ماہنامہ انصاراللہ ربوہ فروری ۱۹۶۹ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

خلافت احمدیہ نشوونما پاتی رہے گی

''میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ۔۔۔ اب آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا جماعت بلوغت کے مقام پر پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں۔ اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل، کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی اور خلافت احمدیہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی شان کے ساتھ نشوونما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے وعدے فرمائے ہیں کہ کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی۔ تو دُعائیں کریں، حمد کے گیت گائیں اور اپنے عہدوں کی پھر تجدید کریں۔'' (الفضل ۲۸ جون ۱۹۸۲ء)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

''آخرین کے مقام کے بارے میں ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمّت ایک مبارک اُمّت ہے۔ یہ نہیں معلوم ہوگا کہ اس کا اوّل زمانہ بہتر ہے یا آخری زمانہ۔ (کنزالعمال جلد ۶ جزء ۱۲ صفحہ ۷۱ حدیث ۳۴۴۶۰ باب فی فضائل ھٰذہ الامۃ المرحومۃ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۴ء)
پس آخری زمانے کی بہتری کی خوشخبری بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

کیا یہ آخری زمانہ ان علماء اور بادشاہوں کے پیچھے چلنے سے پہلوں والی برکات حاصل کرنے کا حامل بنائے گا؟ یقیناً نہیں۔ یہ لوگ تو دنیادار ہیں۔ یہ اس شخص کے پیچھے چلنے سے ملے گا جو ایمان کو واپس دنیا میں لائے گا اور آج ایمان کو دنیا میں قائم کرنے کی کوشش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے ذریعہ جاری نظام کے علاوہ کون ہے جو کر رہا ہے۔ جو امن، پیار اور محبت کے ساتھ اسلام کا پیغام دنیا میں پھیلا رہا ہے۔ ایمانوں کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے کوشش کر رہا ہے۔ کفر و الحاد کے اس دَور میں یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا کام ہے جسے ہمیں کرنا چاہئے اور کر رہے ہیں۔ بیشمار واقعات ہیں جو میرے ساتھ بھی اور دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی ہوتے ہیں۔ پیس کانفرنسز ہوتی ہیں۔ جلسے ہوتے ہیں۔ ہمارے جلسوں میں آتے ہیں۔ جب ہم اپنا پیغام، اسلام کا حقیقی پیغام بتاتے ہیں تو غیر بھی، عیسائی بھی، لامذہب بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ وہ اصل پیغام ہے، یہ وہ اسلام ہے جس کی دنیا کو پہنچانے کی ضرورت ہے اور اگر یہ اسلام تم لوگ پھیلاؤ تو کسی کو قبول کرنے میں کوئی روک نہیں ہوگی۔ پس یہ کام ہے جو ہم نے کرنا ہے۔ تجدید دین اور ایمان کو قائم کرنے کے لئے اس زمانے میں مسیح موعود اور مہدی معہود کے ساتھ ہی جڑنا ہوگا جو خاتم الخلفاء بھی ہے۔'' (اقتباس از خطبہ جمعہ سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۶/ مئی ۲۰۱۷ء)

رمضان کی عظمت

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (قرآنِ مجید، سورۃ۲ آیت۱۸۶)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اِس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہو گا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اُس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔ (ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ نیکیاں بجالاتے تھے مگر رمضان میں تو یہ سلسلہ اور بھی زیادہ ہو جاتا تھا۔ جبریل رمضان کی ہر رات آپ کے پاس آتے تھے اور رسول کریم ﷺ جبریل کے ساتھ مل کر قرآن کا دور کیا کرتے تھے۔ اور ان دنوں رسول اللہ ﷺ تیز ہواؤں سے بھی زیادہ نیکیوں میں بڑھ جاتے تھے۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الوحی، ترجمہ عبد السمیع خان)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو آنحضرت ﷺ اپنی کمر ہمت کس لیتے۔ اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور اپنے اہلِ و عیال کو خصوصیت سے عبادت کے لئے جگاتے تھے۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب العمل فی العشر الاخر، ترجمہ عبد السمیع خان)

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ اور وفات تک آپ کا یہی معمول رہا۔ اس کے بعد آپ کی ازواج بھی انہی دنوں میں اعتکاف کیا کرتی تھیں۔ (صحیح بخاری کتاب الاعتکاف باب الاعتکاف فی العشر الاواخر، ترجمہ عبد السمیع خان)

آنحضرت ﷺ رمضان کے علاوہ کثرت سے نفلی روزے رکھتے تھے۔ شعبان کا تقریباً پورا مہینہ روزے سے گزارتے۔ رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھتے۔ ہر ماہ کے آغاز میں تین روزے، مہینہ کے نصف اول میں اکثر روزے، چاند کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ کو روزہ، ہر سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھتے اور فرماتے کہ ان دنوں میں اعمال خدا کے حضور پیش ہوتے ہیں اور میں پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال اس حالت میں پیش ہوں کہ میں روزہ دار ہوں اتفاقی روزے اس کے علاوہ ہوتے تھے۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم و سنن ترمذی کتاب الصوم، ترجمہ عبد السمیع خان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں

روزہ اور نماز ہر دو عبادتیں ہیں۔ روزے کا زور جسم پر ہے اور نماز کا زور روح پر ہے۔ نماز سے ایک سوز و گداز پیدا ہوتا ہے، اس واسطے وہ افضل ہے۔ روزے سے کشوف پیدا ہوتے ہیں۔ (ملفوظات، جلد ہفتم، صفحہ ۳۷۹)

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ سے ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویرِ قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلٰوۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے، اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔ (ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ ۲۵۶)

نظامِ خلافت کے چند پہلو

جمیل احمد بٹ

نظامِ خلافت سے متعلق بنیادی امور قرآنِ کریم میں یوں بیان ہوئے ہیں:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّنۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ - وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ — (سورۃالنور ۲۴:۵۶۔۵۷)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے پہلے لوگوں کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس مضمون میں ان میں سے درج ذیل تین پہلوؤں کا کسی قدر ذکر ہے:

اوّل: نظامِ خلافت کے بنیادی اصول

دوم: نظامِ خلافت کی برکات

سوم: نظامِ خلافت کی نعمت پانے والوں کی ذمہ داریاں

اوّل پہلو: نظامِ خلافت کے بنیادی اصول

آیت استخلاف کی رو سے اس نظام کے تین بنیادی اصول ہیں۔

پہلا اصول: خلیفہ خدا بناتا ہے

یہ وعدۂ خلافت خدا کی طرف سے ہے جیسا کہ فرمایا کہ :۔وَعَدَ اللّٰهُ۔ پھر مزید یہ وضاحت فرمائی کہ :لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کہ ضرور (وہی) خلیفہ بنائے گا ۔ كَمَا اسْتَخْلَفَ جیسا کہ اس نے خلیفہ بنائے قَبْلِهِمْ پہلے۔ جو وعدہ کرتا ہے وہی پورا کرتا ہے۔ سو اس وعدہ کو پورا کرتے ہوئے اللہ ہی خلیفہ بناتا ہے۔

عملاً ہمیشہ ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل مثالوں سے ثابت ہے

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

پہلے خلیفہ راشد کے خدا کے خلیفہ بنائے جانے کے بارے خود آنحضرت ﷺ کا درج ذیل ارشاد موجود ہے:

لَقَدْ هَمَمْتُ اَوْ اَرَدْتُّ اَنْ اُرْسِلَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِهٖ وَاَعْهَدَ اَنْ يَّقُوْلَ الْقَآ ئِلُوْنَ اَوْيَتَمَنّٰى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَأْ بَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ

(صحیح بخاری کتاب المرضیٰ باب قول المریض)

ترجمہ: مَیں نے ایک بار ارادہ کیا تھا کہ ابو بکر اور آپ کے بیٹے کو بلاؤں اور خلافت کی وصیت لکھ دوں تاکہ باتیں بنانے والے باتیں نہ بنا سکیں اور اس کی تمنا کرنے والے اس کی تمنا نہ کریں پھر مَیں نے کہا (ابو بکر کے علاوہ کسی بھی دوسرے کا) اللہ تعالیٰ لازماً انکار کر دے گا اور مومن بھی اسے ضرور ردّ کر دیں گے۔ (سیرت خاتم النبیین ﷺ جلد دوم از ہادی علی چوہدری صفحہ نمبر ۸۱۱ شائع کردہ اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز ٹلفورڈ ایڈیشن ۲۰۱۰ء)

اس انتخاب کے الٰہی ہونے کے بارے میں حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) نے فرمایا:

’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرما دے گا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے ۔۔۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا‘۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ نمبر ۵۲۵۔ ایڈیشن خلافت رابعہ)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دوسرے خلیفۂ راشد نے اس حقیقت کا خود یوں اظہار فرمایا:

’جس شخص نے مال کے متعلق کوئی بات دریافت کرنی ہو وہ میرے پاس آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنا کر قوم کے مالوں کا امین بنایا ہے‘۔ (تاریخ عمر ابنِ خطاب صفحہ نمبر ۸۷)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تیسرے خلیفۂ راشد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ خبر دی۔جیسا کہ فرمایا:

يَا عُثْمَانُ إِنَّهُ لَعَلَّ اللَّهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيصًا فَإِنْ أَرَادُوكَ عَلَى خَلْعِهِ فَلاَ تَخْلَعْهُ لَهُمْ

(ترمذی کتاب المناقب ومسند احمد بن حنبل)

ترجمہ: اے عثمان! اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیض پہنائے گا اگر منافق اس کو اتارنے کا قصد کریں تو تم اسے نہ اتارنا۔

اس پیش گوئی میں خلیفہ بنایا جانا اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور اس کی مخالفت کو لوگوں کی طرف۔ وقت آنے پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے ہی الفاظ دہرائے اور فرمایا:

ترجمہ: مَیں اس قمیصِ خلافت کو ہرگز نہ اتاروں گا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے پہنائی ہے۔(طبری)

خلافتِ راشدہ دورِ ثانی

حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) نے اپنے بعد جہاں سلسلۂ خلافت کے قیام کی خبر دی وہیں اسے خدا تعالیٰ کی طرف منسوب بھی کیا۔ جیسا کہ فرمایا:

’مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا‘۔(رسالہ الوصیت)

اور پھر یونہی ظہور میں آیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل (رضی اللہ عنہ)

قدرتِ ثانیہ کے پہلے مظہر حضرت مولانا حکیم نور الدین (رضی اللہ عنہ) نے اپنے خلیفہ ہونے کو اللہ کا کام قرار دیتے ہوئے فرمایا:

’اللہ تعالیٰ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خلیفہ بنایا۔۔۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے‘۔(الحکم ۲۱،۲۸ جون ۱۹۱۲ء بحوالہ خطاباتِ نور صفحہ ۱۷۴ نظارت اشاعت ربوہ ۲۰۱۳)

نیز آیندہ بھی ایسا ہی ہونے کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:

’خلیفہ اللہ ہی بناتا ہے میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا۔‘(پیغامِ صلح ۲۴ فروری ۱۹۱۴ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (رضی اللہ عنہ):

اسی طرح قدرتِ ثانیہ کے دوسرے مظہر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’خدا نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور خدا تعالیٰ اپنے انتخاب میں غلطی نہیں کرتا‘۔ (کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے بحوالہ انوار العلوم جلد دوم صفحہ نمبر ۱۸)

خدا کا انتخاب کیسے؟

خلفاء کا انتخاب بظاہر مومنوں کی رائے سے ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود اسے خدا کا انتخاب قرار دیا جانا اس مخفی خدائی تقدیر کی وجہ سے ہے جو اوّل خود خلیفہ چنتی ہے اور پھر اس کی مشیت اپنے خاص تصرف سے مومنوں کے دل اس چنندہ وجود کی طرف مائل کر دیتی ہے اور کثرت رائے اس طرف ہو جاتی ہے۔ اس وقت مجلسِ منتخبہ کی حیثیت ایک آلہ کی سی ہوتی ہے جسے خدا اپنی تقدیر کو جاری کرنے کے لئے اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔

خدائی انتخاب پر واقعاتی شہادتیں

اس چناؤ کے خدائی انتخاب ہونے کی مزید تائید اس امر سے ہوتی ہے کہ یہ منتخبہ وجود اس منصب کے خواہش مند نہیں ہوتے، انتخاب کے بعد ایک نئے وجود بن جاتے ہیں اور یہ کہ خلافت کے قیام کی دنیوی کوششیں ہمیشہ ناکام رہتی ہیں۔ بار بار ظاہر ہونے والی ایسی چند واقعاتی شواہد درج ذیل ہیں:

خواہش نہ رکھنا

منتخب وجود خود اس منصب کا خواہش مند نہیں ہوتا بلکہ اس ذمہ داری کو بوجھ جانتا ہے۔

ا۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد ہے

’بخدا مجھے کبھی بھی امارت کی حرص نہیں تھی اور نہ مجھے اس میں رغبت تھی اور نہ کبھی ظاہر و پوشیدہ میں مَیں نے اللہ تعالیٰ سے اس کا ہی سوال کیا تھا‘۔ (متدرک بحوالہ تاریخ الخلفاء از حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ اردو ترجمہ از مولوی محمد منشا تابش قصوری، صفحہ نمبر ۱۰۲ ناشر شبیر برادرز اردو بازار لاہور)

ب۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل (رضی اللہ عنہ) نے بھی انتخابِ خلافت کے بعد اپنی پہلی تقریر میں فرمایا:

'میری پچھلی زندگی پر غور کرلو مَیں کبھی امام بننے کا خواہش مند نہیں ہوا ۔۔۔ مَیں ہرگز ایسی باتوں کا خواہش مند نہیں اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے'۔ (الحکم ۶ جون ۱۹۰۸ء بحوالہ خطاباتِ نور صفحہ ۲۴۷ نظارت اشاعت ربوہ ۲۰۱۳ء)

ج۔اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی(رضی اللہ عنہ) نے انتخابِ خلافت کے چند دنوں کے بعد فرمایا:

'مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں نے کبھی انسان سے خلافت کی تمنا نہیں کی اور یہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے بھی کبھی یہ خواہش نہیں کی کہ وہ مجھے خلیفہ بنا دے'۔ (کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے بحوالہ انوارالعلوم جلد دوم صفحہ نمبر ۱۴)

د۔ اور یہی بات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بزبانِ حال ظاہر ہوئی ۔ انتخاب کے بعد آپ کی کیفیت کا جو حال ہم نے MTA پر دیکھا وہ خوب ظاہر کرتا ہے کہ آپ کس طرح اپنے آپ کو اس بوجھ تلے دبا پاتے تھے۔

پھر بعد میں آپ کا یہ ارشاد گویا اس باب میں حرفِ آخر ہے:

'میں تو جب اپنا جائزہ لیتا ہوں تو شرمسار ہوتا ہوں ۔ میں تو ایک عاجز، ناکارہ، نااہل پُر معصیت انسان ہوں۔ مجھے نہیں پتہ کہ خدا تعالیٰ کی مجھے اس مقام پر فائز کرنے کی کیا حکمت تھی'۔ (خطاب فرمودہ خلافت جوبلی ۲۷ مئی ۲۰۰۸ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۲۵ جولائی تا ۷ اگست ۲۰۰۸ء صفحہ ۱۲ الندن)

منصبِ خلافت پر فائز ہونے والوں کا یک دم ایک نیا وجود بن جانا

منتخب ہونے والے حضرات کا منصبِ خلافت کے تقاضوں کے مطابق یک دم ایک نیا وجود ہو جانا اس امر پر ایک حیرت انگیز شہادت ہے کہ وہ خدا کے انتخاب سے ہی خلیفہ ہوتے ہیں۔اس بارے میں حضرت مسیح موعود(علیہ السلام) فرماتے ہیں:

'یہ قانونِ قدرت ہے کہ جب خدا کے رسول کا کوئی خلیفہ اس کی موت کے بعد مقرر ہوتا ہے تو شجاعت اور ہمت اور استقلال اور فراست اور دل قوی ہونے کی روح اس میں پھونکی جاتی ہے۔' (تحفۂ گولڑویہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۷ صفحہ نمبر ۱۸۵ نیا ایڈیشن)

یہ تبدیلی اس قرآنی ارشاد کے تابع ہے کہ

يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا

(سورۃ النور ۲۴:۵۶)

ترجمہ: وہ میری عبادت کریں گے ۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

اس حصۂ آیت کے ذیل میں حضرت مصلح موعود نوّر اللہ مرقدہ نے تحریر فرمایا ہے:

'یہاں بت پرستی کا ذکر نہیں بلکہ اس امر کا ذکر ہے کہ وہ بندوں سے ڈر کر کسی مقام سے اپنا قدم پیچھے نہیں ہٹائیں گے بلکہ جو کچھ کریں گے خدا تعالیٰ کے منشاء اور اس کی رضا کو پورا کرنے کے لئے کریں گے اور اس امر کی ذرا بھی پرواہ نہیں کریں گے کہ اس راہ میں انہیں کن بلاؤں اور آفات کا سامنا کرنا پڑتا ہے'۔ (تفسیرِ کبیر از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوّر اللہ مرقدہ جلد ششم صفحہ نمبر ۳۸۲)

اس تبدیلی کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

ا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی رقیق القلب تھے۔ قرآنِ کریم پڑھتے تو زاروقطار رونے لگتے لیکن جب خلیفہ ہوئے تو یک دم ایسے باہمت اور قوی ہو گئے کہ اس لشکر کو جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے قبل تیار کیا تھا صحابہ کی اجتماعی رائے کے برخلاف یہ کہہ کر روانہ کر دیا:

والذین لا الہ الا ھو لوجرت الکلاب با رجل ازواجِ النبیؐ مازدوتُ جدیثاً وجلصہ رسول اللہ

ترجمہ: اس خدا کی قسم جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے کہ اگر رسول اللہ کی (پاک) بیویوں کے پاؤں کتے پکڑ کر گھسیٹیں جب بھی مَیں اس لشکر کو واپس نہیں بلاؤں گا جس کو میرے آقاؐ نے روانہ فرمایا تھا۔ (تاریخ الخلفاء از حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ اردو ترجمہ از مولوی شمس بریلوی ، صفحہ نمبر ۲۰۷۔۲۰۸ پروگریسو بکس ۴۰-بی اردو بازار لاہور)

ایسا ہی سخت رویہ آپ نے منکرینِ زکوٰۃ کے ساتھ رکھا۔

ب۔ حضرت عمرؓ کے بارے میں لکھا ہے کہ

'مزاج قدرتی طور پر نہایت تند ، تیز اور زود مشتعل واقع ہوُا تھا'۔

(الفاروق از علامہ شبلی نعمانی صفحہ ۳۸۸، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

لیکن خلیفہ ہونے کے بعد آپ بالکل بدل گئے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ

'اس عہدۂ جلیلہ کے بعد یہ سختی صرف ظالموں اور تعدّی کرنے والوں کے لئے رہ گئی۔ ورنہ جہاں خدا کا حکم سنا، تکلیف میں مبتلا کو دیکھا تو طبیعت میں رقّت پیدا ہوگئی۔ آپ کی طبیعت کی نرمی اور رحم کے لئے یہی کافی ہے کہ بازار میں نکلتے تو بچے دوڑ کر آپ کو تھام لیتے۔ 'اے پیارے باپ' کہتے ہوئے آپ سے چمٹ جاتے۔ آپ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے۔ ان سے پیار کرتے'۔ (ازالۃ الخلفاء از حضرت ولی اللہ شاہؒ مقصد دوم صفحہ ۶۳، بحوالہ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ از مولانا غلام باری سیف، صفحہ ۵۵،۵۶، ضیاء الاسلام پریس، ربوہ)

ج۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل (رضی اللہ عنہ) بھی انتہائی نرم مزاج ہوتے تھے لیکن زمانۂ خلافت میں جب انکارِ خلافت کے فتنہ نے سر اٹھایا تو آپ نے سختی سے اس کا سر کچلا اور اُس کے لیڈروں کو دوبارہ بیعت کا حکم دیا اور ایک بار ان الفاظ میں تنبیہ فرمائی۔

'اگر تم زیادہ زور دوگے تو یاد رکھو کہ میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے'۔ (بدر، ۱۱ر جولائی ۱۹۱۱ء)

قیامِ خلافت کے منصوبوں کا ناکام رہنا

چونکہ خلیفہ خدا بناتا ہے اس لئے کوئی شخص اپنے منصوبہ اور کوشش سے خود کو یا کوئی گروہ کوشش سے اپنے نمائندہ کو خلیفہ نہیں بنوا سکتا اور نہ کسی دنیوی اسکیم اور کوشش سے نظامِ خلافت قائم ہو سکتا ہے۔ ایسی کوششیں پہلے بھی ناکام رہی ہیں اور جو آیندہ کی جائیں گی ان کا انجام بھی ناکامی ہی ہے۔ گزشتہ ناکام کوششوں کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

ا۔ چودھری رحمت علی صاحب کا یہ منصوبہ کہ

'اوّل تمام مسلم ممالک کے سربراہ اپنے میں سے کسی کو خلیفہ چن لیں اور باقی اپنے ملکوں (جو اب صوبے ہو جائیں گے) کے گورنر بن جائیں۔ دوسرے کوئی حکمران خود کو خلیفہ بنالے اور باقی تمام ممالک کو مدغم کر کے ایک مملکت بنالے۔ تیسرے اور آخر صورت یہ کہ پوری اسلامی دنیا کے عوام سڑکوں پر نکل آئیں اور اپنے حکمرانوں کو بحالیٔ خلافت پر مجبور کریں'۔

(خلافت اور ہمارے جملہ مسائل از چودھری رحمت علی ملخص صفحات ۱۱۱۔۱۱۲، لاہور ۱۹۹۱ء)

ب۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا یہ منصوبہ جس کے تحت ان کی جماعت تنظیم اسلامی کے انقلابی عمل کے ذریعہ پہلے پاکستان میں احیائے خلافت ہو اور پھر آگے پھیلایا جائے۔ (پاکستان میں نظامِ خلافت، امکانات، خدوخال اور اس کے قیام کے طریق از ڈاکٹر اسرار احمد ملخص صفحہ نمبر ۳۳،۳۵)

ج۔ حزب التحریر کا یہ نعرہ' اے مسلمانو! خلافت کو قائم کرو'۔ (اشتہار حزب التحریر کی پکار ۱۳ اپریل ۲۰۰۳ء)

اس حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا یہ ارشاد فیصلہ کُن ہے:

'سارا عالمِ اسلام مل کر بھی زور لگالے اور خلیفہ بنا کر دکھا دے وہ نہیں بنا سکتا کیونکہ خلافت کا تعلق خدا کی پسند سے ہے'۔ (خطبہ فرمودہ ۱۲ اپریل ۱۹۹۳ء بحوالہ ہفت روزہ بدر ۶ر مئی ۱۹۹۳ء)

اس باب میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایداللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ ارشاد تو گویا نوشتہ دیوار ہے:

'اے دشمنانِ احمدیت! میں تمہیں دوٹوک الفاظ میں کہتا ہوں کہ اگر تم خلافت کے قیام میں نیک نیت ہو تو آؤ اور مسیح محمدی کی غلامی قبول کرتے ہوئے اُس کی خلافت کے جاری و دائمی نظام کا حصہ بن جاؤ ورنہ تم کوششیں کرتے کرتے مر جاؤ گے اور خلافت قائم نہیں کر سکو گے۔ تمہاری نسلیں بھی اگر تمہاری ڈگر پر چلتی رہیں تو وہ بھی کسی خلافت کو قائم نہیں کر سکیں گی۔ قیامت تک تمہاری نسل در نسل یہ کوشش جاری رکھے تب بھی کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ خدا کا خوف کرو اور خدا سے ٹکر نہ لو اور اپنی اور اپنی نسلوں کی بقا کے سامان کرنے کی کوشش کرو'۔ (خطاب فرمودہ خلافت جوبلی ۲۷ مئی ۲۰۰۸ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۲۵ جولائی تا ۷ اگست ۲۰۰۸ء صفحہ ۱۲، لندن)

دوسرا اصول: ایمان اور مناسبِ حال اعمال شرط ہے

نظامِ خلافت کے اس انعام کا وعدہ ان لوگوں سے ہے جو اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے مناسبِ حال اعمال بجالاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

(سورۃ النور: ۵۶)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور نیک اعمال بجالاتے ہیں اُن

سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے۔

اس آیت کے ذیل میں حضرت مصلح موعود(رضی اللہ عنہ) نے تحریر فرمایا ہے ۔

’چونکہ اس آیت میں خلافت کا ذکر ہے اس لئے اٰمَنُوْا سے مراد اٰمنوا بالخلافۃ ہے اور عَمِلُوا الصّٰلِحٰت سے مراد عملوا تحملاً مناسباً لحصول الخلافۃ ہے۔اگر یہ شرط پوری نہ ہوگی تو خدا تعالیٰ کا وعدہ بھی پورا نہیں ہوگا‘۔(تفسیرِ کبیر از حضرت مصلح موعود نوَّر اللہ مرقدہ جلد ششم صفحہ نمبر ۳۷۵)

یعنی اس اصول کے تابع خلافت کا انعام وہی پائیں گے جو خلافت پر ایمان رکھتے ہوں اور قیامِ خلافت کے لئے مناسب اور ضروری اعمال بجا لاتے ہوں۔اس ایمان کے مظاہرے کے لئے مطلوب ضروری اعمال میں نعمتِ خلافت پر اللہ کا شکر، ادب اور احترام کے ساتھ خلافت سے محبت اور وفا کا تعلق، خلیفۂ وقت کی دعاؤں اور مشوروں سے مدد، خلیفۂ وقت اور خلافت کی حفاظت اور ہر موقع پر بہترین انتخاب سب شامل ہیں۔اس اصول کی صداقت پر خلافت راشدہ کا زمانہ گواہ ہے۔

تیسرا اصول

خلافت کے مخالف ناکام رہتے ہیں:

خدا کے منتخب کردہ خلیفہ کی مخالفت کی وجوہات قرآنِ کریم نے حضرت آدم علیہ السلام کے ذکر میں بیان فرمائی ہیں۔فرشتوں نے اس انتخاب پر اپنی گزشتہ خدمات کا حوالہ دیا کہ

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ

(سورۃ البقرہ آیت ۳۱)

ترجمہ:ہم تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح اور تیری تقدیس کرتے ہیں۔

اور ابلیس نے اپنے آپ کو زیادہ اہل اور بڑا جانا اور انکار کردیا جیسا کہ مذکور ہے : اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ (سورۃ البقرۃ آیت ۳۵)

ترجمہ:اس نے انکار کیا اور تکبر کیا۔

خدا تعالیٰ نے اعلیٰ خدمات اور زیادہ اہلیت کے ان دونوں دعووں کو اس آدمؑ کے مقابلہ میں ردّ کردیا جو اپنی کوئی بڑائی اور خدمت پیش نہیں کرسکتا تھا اور آئندہ خلفاء کے بارے میں بھی یہی اصول ٹھہرایا کہ

وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ (سورۃ النور:۵۶)

ترجمہ از حضرت مسیح موعود (علیہ السلام):بعد خلیفوں کے پیدا ہونے کے جب وہ وقتاً فوقتاً پیدا ہوں اگر کوئی بغاوت اختیار کرے اور ان کی اطاعت اور بیعت سے منہ پھیرے تو وہ فاسق ہے۔(شہادت القرآن)

خلفاء کے مخالف ہمیشہ اپنے مقصد میں ناکام رہتے ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوَّر اللہ مرقدہ کے انتخاب کی مخالفت بڑے منظم طور پر کی گئی جس میں اس وقت کے بہت سے بڑوں نے حصہ لیا لیکن خدائی تقدیر کے مطابق وہ سب چھوٹے کئے گئے اور انہوں نے صرف اپنا نقصان کیا۔بعد کے خلفاء کے ادوار میں بھی ایسی کوششیں سعیٔ لاحاصل رہ کر صرف زیاں پر منتج ہوئیں۔

دوم پہلو: نظامِ خلافت کی برکات

نظامِ خلافت ایک زندہ اور زندگی بخش نظام ہے۔اس سے وابستہ ہر فرد اس کی بارش کی طرح برستی عظیم الشان برکات کا ذاتی تجربہ رکھتا ہے۔ان بے شمار برکات میں سے دو درج ذیل ہیں:

تمکنتِ دین

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمْ

(سورۃ النور:۵۶)

ترجمہ:اور ان کے لئے اُن کے دین کو ضرور تمکنت عطا فرمائے گا۔

چونکہ خلیفہ خدا کا بنایا ہوا ہوتا ہے اس لئے وہ تائید الٰہی کا مَورد ہوتا ہے۔خدا خلفاء کی تائید و نصرت فرماتا ہے اور وہ کامیابیاں عطا کرتا ہے جن کے ذریعہ دین کو تمکنت اور سرخروئی ملتی ہے۔خلفاء کے ادوار میں قدم قدم پر کامیابیاں اور ترقیات ایک ایسی روشن حقیقت ہے جو کسی وضاحت کی محتاج نہیں۔

خلافتِ راشدہ دورِ اوّل کے تیس سالوں میں اسلام کا جھنڈا نصف دنیا پر پھیل گیا اور اسلام کو وہ شان اور شوکت نصیب ہوئی جو اپنی مثال آپ ہے۔

خلافتِ راشدہ کے اس دورِ ثانی میں بھی ایک مسلسل عمل کے طور پر اسلام کا قافلہ ہر آن آگے سے آگے بڑھ رہا ہے۔اللہ تعالیٰ خلفاء کو منصوبے سجھاتا ہے اور پھر اُن اسکیموں میں کامیابیاں عطا کرتا ہے۔خلافتِ اولیٰ میں استحکام خلافت، خلافتِ ثانیہ میں جماعت کا ملک ملک پھیلنا، خلافتِ ثالثہ میں اس سفر کا جاری رہنا تاریخ کا حصہ ہیں پھر خلافتِ رابعہ میں MTA کے تاریخ ساز اجرا اور لکھوکھہا افراد کی عالمی بیعتوں میں شرکت سے نگاہیں ابھی خیرہ ہی

تھیں کہ خلافتِ خامسہ کے آگے بڑھنے کی تیز تر رفتار ہمارے سامنے آن رہی۔۲۰۰۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ پر شوکت اعلان فرمایا:

'یہ دور جس میں خلافتِ خامسہ کے ساتھ خلافت کی نئی صدی میں ہم داخل ہو رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کی ترقی اور فتوحات کا دور ہے۔میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلے ہیں اور کھل رہے ہیں کہ ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے ۔۔۔ میں علیٰ وجہِ البصیرت کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اِس دور کو اپنی بے انتہا تائید و نصرت سے نوازتا ہوا ترقی کی شاہراہوں پر بڑھاتا چلا جائے گا۔ان شاء اللہ۔اور کوئی نہیں جو اِس دور میں احمدیت کی ترقی کو روک سکے اور نہ ہی آئندہ کبھی یہ ترقی رُکنے والی ہے'۔(خطاب فرمودہ خلافت جوبلی ۲۷ مئی ۲۰۰۸ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۲۵ جولائی تا ۷ اگست ۲۰۰۸ء صفحہ ۱۲،لندن)

اور ہم نے دیکھا کہ تمام اطراف جماعت کی ہمہ گیر ترقی کے ساتھ کس طرح دنیاوی سیاست کے مراکز امریکی کانگریس، یورپین یونین کی پارلیمنٹ، برطانوی پارلیمنٹ اور دیگر کئی ممالک کے چنندہ افراد کی مجالس میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کو خوش آمدید کہا گیا اور آپ نے انہیں اسلام کی خوبصورت تعلیم سے آگاہ فرمایا۔جماعت کی اس تیز رفتار ترقی سے کل کے روشن ترین مستقبل کی چاپ واضح تر ہوتی جاتی ہے۔

پس تمکنتِ دین نظامِ خلافت کی سدا بہار برکت ہے۔

خوف کا امن سے بدل جانا

خلافت کی ایک اور بڑی برکت اس کے ذریعہ خوف کا امن سے بدلنا ہے جیسا کہ فرمایا

وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ

(سورۃالنور:۵۶)

ترجمہ:اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔

خوف کی یہ حالتیں دو طرح کی ہیں۔ایک خود نبی یا خلیفہ کی وفات کا وقت اور دوسرے مخالفین کے پیدا کردہ خوف۔ان دونوں کا امن سے بدلنا خلافت کی برکت ہے۔

قیام اور تسلسلِ خلافت

نبی یا خلیفہ کی وفات کا حادثہ یقیناً مومنوں کو ان دیکھے خوفوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔اس خوف کا بنیادی سبب وہ محبت ہوتی ہے جو انہیں نظامِ جماعت سے ہوتی ہے۔جس کا بھلا دیکھنا اُن کا مقصودِ حیات ہوتا ہے۔یہ خوف اس وقت امن میں بدل جاتا ہے جب خدا تعالیٰ کی تقدیر ظاہر ہو جاتی ہے اور خدا کا منتخب کردہ ایک اور وجود سامنے آ جاتا ہے۔اس کیفیت کو حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) نے یوں بیان فرمایا ہے

'آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔۔۔ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا۔۔۔ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔'(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰ صفحہ نمبر ۳۰۵)

جماعتِ مومنین پر جب بھی اس خوف کی حالت آئی اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے فضل سے امن سے بدل دیا۔جماعت کی تاریخ اس پر گواہ ہے اور یہ تو ابھی کل کی بات ہے کہ جب ہم سب اپنے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے سانحہ پر اس درد اور خوف میں مبتلا ہوئے اور پھر ہم نے اس خوف کو اس خوش خبری کے ساتھ یکدم دور ہوتے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری سن لی ہے اور ہم پر پھر خلافتِ خامسہ کے روپ میں سایہ کا سامان کر دیا ہے۔اس ایک لمحہ کی سکون کی سانس، خوشی کے آنسو اور اللہ تعالیٰ کے حضور کلمۂ شکر گویا حاصلِ زندگی تھے۔

اس مشاہدے کے بعد ہم سب اس حقیقت کے عینی گواہ ہیں کہ تسلسلِ خلافت کے ذریعہ مومنوں کے خوف کس طرح امن سے بدل جاتے ہیں۔

مخالفین کے فتنوں سے حفاظت

جب مخالف اپنی سازشوں سے مومنین کے لئے خوف کے حالات پیدا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خلفاء وقت کی راہنمائی فرماتا ہے اور انہیں وہ راہیں سجھاتا ہے جو مومنوں کو ان مخالفتوں، ابتلاؤں اور فتنوں سے بچاتی ہیں۔ایسے کئی واقعات تاریخ کا حصہ ہیں جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

وقت میں فتنۂ ہائے ارتداد، منکرینِ زکوٰۃ اور جھوٹے مدعیانِ نبوت کی اسلامی ریاست کے خلاف محاذ آرائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل (رضی اللہ عنہ) کے وقت میں فتنہ انکارِ خلافت۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) کے دور میں اہلِ پیغام کی مخالفت، ۱۹۳۴ء کی احراری شورش، فتنۂ مفافقین، ۱۹۴۷ء کی ہجرت، ۱۹۵۳ء کا ہنگامہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمۃ اللہ علیہ کے وقت ۱۹۷۴ء کا ابتلاء۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ۱۹۸۴ء کا آرڈیننس اور ہجرت۔

اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے وقت میں ۲۰۱۰ء کا سانحۂ لاہور۔

ایسے واقعات تھے جن میں سے ہر ایک اپنی شدید خطرناکی کے سبب انتہائی خوف کا باعث تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر خلیفۂ وقت کی راہنمائی فرمائی اور مومنوں کی جماعت ان میں سے ہر ابتلاء سے بحفاظت اور سرخرو ہو کر گزر گئی۔

سوم پہلو: نظامِ خلافت کے پانے والوں کی ذمہ داریاں

بڑے انعام بڑی ذمہ داریوں کے متقاضی ہوتے ہیں۔ نظامِ خلافت سے وابستہ افراد کی ذمہ داریاں آیت استخلاف سے اگلی آیت میں یوں بیان ہوئی ہیں

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

(سورۃ النور:۵۷)

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔

یہ تینوں ذمہ داریاں پوری انفرادی اور اجتماعی زندگی پر محیط ہیں۔

پہلی ذمہ داری۔ نماز

نماز بندگی کی معراج ہے اور انسان کو اس کی پیدائش کے مقصد کی طرف متوجہ رکھتی ہے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق، اس سے محبت اور اس کی رضا کی خاطر تقویٰ کے ساتھ زندگی بسر کرنا انسان کی روحانی ترقی کی راہ ہے اور نماز انسان کو اس راستہ پر ڈالتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نماز کا قیام پہلی ذمہ داری قرار دیا ہے۔ اسی لئے اس فریضہ کی ادائیگی کے بارے میں خلفاء بار بار توجہ دلاتے ہیں۔

دوسری ذمہ داری۔ مالی قربانی

زکوٰۃ مالی قربانی کا فریضہ ہے اور یہ خدا کی راہ میں اپنے اموال خرچ کرنے کی بنیادی تعلیم ہے۔ اصل حکم یہی ہے کہ انسان کو جو کچھ نعمتیں، صلاحیتیں اور استعدادیں عطا کی گئی ہیں وہ انہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور یوں انفاق فی سبیل اللہ کا حکم بہت وسیع ہے۔ اموال کی قربانی اس کا ایک حصہ ہے۔ اس دور میں بڑھی ہوئی مال کی محبت کے ساتھ یہ قربانی مشکل تر ہو گئی ہے اور اسی لئے زائد انعام کی حق دار ہے۔

اسی ذمہ داری کی موثر ادائیگی کے لئے خلفاء افرادِ جماعت کو بار بار مالی قربانی کی تحریک فرماتے ہیں اور ایسے مواقع بہم پہنچاتے ہیں جن میں یہ قربانیاں کی جا سکیں۔

ہر قسم کے چندے اس ذیل میں آتے ہیں اور یہ لازم ہے کہ ہم سب استعداد بھر مالی قربانی کر کے اس ذمہ داری کی ادائیگی کریں۔

تیسری ذمہ داری۔ اطاعت

اس آیت میں اطاعت کا حکم رسول کے حوالے سے دیا گیا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے امیر کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا:

مَن اَطَا عَ الاَمِیرِ فَقَد اَطَا عِنِی وَ مَن عَصیٰ الاَمِیرِ فَقَد عَصَانِی

(مسند احمد بن حنبل والمذکر والتذکیر از علامہ ابن ابی عاصمؒ)

ترجمہ: جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

اس حکم میں خلفاء کی اطاعت بدرجۂ اولیٰ شامل ہے۔

اطاعت۔ محبت سے

اطاعت کے محرک عام طور پر خوف یا محبت ہوتے ہیں لیکن خلیفۂ وقت کی اطاعت تمام تر محبت کا مضمون ہے۔ یہ محبت ہمارا سرمایہ ہے ہم خلیفۂ وقت کو دیکھ کر جیتے ہیں اور ان کی خیر و عافیت ہمیں اپنی فلاح سے زیادہ محبوب ہے۔ یہی محبت ہمیں حضور کے ہر حکم کی تعمیل میں بے ساختہ حرکت میں لاتی ہے۔ اگر ہم لندن کے ٹھٹھرتے موسم میں رات گئے خلیفۂ وقت کا یہ ارشاد سنتے ہیں کہ ’بیٹھ جائیں‘ تو ہم وہیں کھلے آسمان تلے گرد آلود سڑک پر آناً فاناً یوں بیٹھ جاتے ہیں گویا وہاں ہزارہا افراد کا مجمع نہیں کوئی مشین تھی جس کا سوئچ دبا دیا گیا

ہو۔

محبت سے ابلتے دل

احمدی خلیفۂ وقت سے بے پایاں محبت کرتے ہیں اور ہر دل اس محبت سے ابلتا رہتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمتہ اللہ علیہ نے ایک دفعہ ایک خط کے حوالے سے ذکر فرمایا کہ کس طرح TV پر حضور کی تصویر دیکھ کر ایک چھوٹی بچی لپکی اور تصویر پر انگلی رکھ کر بولی حضور! شاید امّاں ابّا کے بعد یہ پہلا لفظ تھا جو اس بچی کی زبان سے نکلا۔ یہ محبت ہر احمدی کی زندگی کا لازمی حصہ ہے۔

محبت سے دعائیں

یہ محبت دو طرفہ ہے۔ جہاں افرادِ جماعت خلیفۂ وقت سے محبت کرتے ہیں اور اُن کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ وہیں خلیفۂ وقت افرادِ جماعت سے محبت کرتے ہیں اور سب کے لئے دعا گو رہتے ہیں۔ خلفاء کی جماعت سے محبت کا نمایاں اظہار دعائیں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق بھی یہی تھا۔ جیسا کہ فرمایا:

'مَیں ہمیشہ دعاؤں میں لگا رہتا ہوں اور سب سے مقدم یہی دُعا ہوتی ہے کہ میرے دوستوں کو ہموم اور غموم سے محفوظ رکھے کیونکہ مجھے تو ان کے ہی افکار اور رنج غم میں ڈالتے ہیں'۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ نمبر ۶۶، نیا ایڈیشن)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی، رضی اللہ عنہ، کا اس بارے میں ایک ارشاد ہے:

'تم میں اور اُن میں جنہوں نے خلافت سے رُو گردانی کی ہے۔۔۔ ایک بہت بڑا فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔ مگر اُن کے لئے نہیں ہے۔ تمہارا اُسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے۔ مگر ان کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے'۔ (برکاتِ خلافت انوار العلوم جلد ۲، صفحہ نمبر ۱۵۸، مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اپنے پہلے خطبۂ جمعہ میں اپنے لئے یہی راہ پسند فرمائی اور یہ چاہا کہ:

'اللہ تعالیٰ مجھے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کا درد مجھے اپنے درد سے بڑھ کر ہو جائے'۔ (خطباتِ مسرور جلد اوّل صفحہ نمبر ۶ نظارتِ اشاعت ربوہ سنِ اشاعت ۲۰۰۵ء)

مزید انعاموں کی بشارت

اللہ کرے کہ ہم نظامِ خلافت سے متعلق ان تینوں ذمہ داریوں کو انتہائی اعلیٰ طور پر ادا کرنے والے اور اپنی اولادوں کو بھی اسی راستہ پر چلانے والے ہوں تاکہ یہ نعمت نسل در نسل منتقل ہوتی چلی جائے اور وہ سب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی فرمودہ اس بشارت سے حصہ پانے والے ہوں:

'ہر وہ شخص جو خلافت سے جڑا رہے گا، جو اپنے ایمان اور اعمالِ صالحہ میں ترقی کرے گا اُسے اللہ تعالیٰ اُن انعامات کے نظارے کرائے گا جو خلافت کے ساتھ جڑے رہنے سے ہر فردِ جماعت پر بھی ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ خلافتِ احمدیہ کو بھی ایسے افراد عطا فرماتا رہے گا جو اخلاص و وفا میں بڑھتے چلے جانے والے ہوں گے جو قیام واستحکامِ خلافت کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دینے والے ہوں گے۔ جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ خود خلافت کی محبت سے بھر دے گا'۔ (خطاب فرمودہ خلافت جوبلی ۲۷ مئی ۲۰۰۸ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۲۵ جولائی تا ۷ اگست ۲۰۰۸ء صفحہ ۱۲، لندن) آمین۔

مَیں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہُوا دِن آشکار

بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جلسہ سالانہ سے متعلق چند نصائح

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول ﷺ کی محبت دل پر غالب آجائے۔ اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدے سے کمزوری اور ضعف اور کسل دُور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق و شوق اور ولولۂ عشق پیدا ہو جائے سو اس بات کیلئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور کرنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے کیونکہ سلسلۂ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا' ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہو گی۔۔۔"

پھر جلسے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"۔۔۔قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرطِ صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔۔۔" (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۰۲)

"۔۔۔حتی الوسع تمام دوستوں کو محض لِلّٰہ ربّانی باتوں کے سننے کے لئے اور دُعا میں شریک ہونے کے لئے اُس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہو گی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الرّاحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے۔ اور پاک تبدیلی انہیں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہو گا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہونگے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔۔۔ اور اس روحانی سلسلہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہونگے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔۔۔" (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۰۲)

"اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کرلیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیز گاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔۔۔" (شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۹۴)

بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"۔۔۔اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہو گا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں۔ اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقت سرمایہ سفر میسّر آجاوے گا۔ گویا یہ سفر مفت میسّر ہو جائے گا۔" (آسمانی فیصلہ، رُوحانی خزائن' جلد ۴ صفحہ ۳۵۲) (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۳۰)

"سب کو متوجہ ہو کر سننا چاہیئے۔ پورے غور اور فکر کے ساتھ سنو کیونکہ یہ معاملہ ایمان کا ہے اس میں سستی، غفلت اور عدم توجہ بہت برے نتائج پیدا کرتی ہے۔

جو لوگ ایمان میں غفلت سے کام لیتے ہیں اور جب ان کو مخاطب کر کے کچھ بیان کیا جائے تو غور سے اس کو نہیں سنتے۔ ان کو بولنے والے بیان سے خواہ وہ کیسا ہی اعلیٰ درجہ کا مفید اور مؤثر کیوں نہ ہو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جن کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ کان رکھتے ہیں مگر سنتے نہیں اور دل رکھتے ہیں پر سمجھتے نہیں پس یاد

رکھو کہ جو کچھ بیان کیا جاوے اسے توجہ اور بڑے غور سے سنو کیونکہ جو توجہ سے نہیں سنتا وہ خواہ عرصہ تک فائدہ رساں وجود کی صحبت میں رہے اسے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا‘‘ (الحکم مارچ ۱۹۰۲)

’’اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں‘‘۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۴۱)

اسی طرح فرمایا:۔

’’ہر یک صاحب جو اس للہی جلسے کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے۔ اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے۔ اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے۔ اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر اُن کے بعد ان کا خلیفہ ہو‘‘۔ (اشتہار ۷؍دسمبر ۱۸۹۲ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۴۲)

لاس اینجلز میں احمدیت کا تدریجی سفر

ڈاکٹر حمید الرحمٰن۔ نائب امیر جماعت احمدیہ۔ امریکہ

یورپین اَور امریکن ممالک اَور شہروں میں سے لاس اینجلز کو یہ خصوصی اعزاز حاصل ہے کہ یہاں ایک ایسا شخص آسودہءِ خاک ہے جسے ایک صدی سے زیادہ عرصہ قبل ۱۹۰۳ء میں قادیان جانے اور وہاں ہمارے آقا سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملنے اَور بالمشافہ بات چیت کرنے کا شرف حاصل ہوا اَور پھر انہوں نے حضور علیہ السلام کی حین حیات ۱۹۰۶ء میں احمدیت میں شمولیت کا اعلان کر دیا اَور اس طرح ان کو اصحاب حضرت مسیح موعودؑ کے پاک زمرہ میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ یہ آنریبل چارلس فرانسس سیووہائٹ تھے جنہوں نے اپنا اسلامی نام محمد عبد الحق اختیار کیا۔

حضرت محمد عبد الحق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق آسٹریلیا سے تھا۔ لیکن بعد میں آپ پہلے نیوزی لینڈ اَور پھر لاس اینجلز ہجرت کر گئے۔ آپ اپنی وفات ۱۹۳۴ء تک اس علاقہ میں تبلیغ اسلام کا فریضہ سر انجام دیتے رہے۔ آپ کی وفات سے چند سال بعد ایک اَور شخص جن کا نام رحمت جمال تھا خدائی رہنمائی سے احمدی ہوئے۔ اس کے بعد متعدد پاکستانی نژاد افراد کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا اَور اس طرح سے ایک چھوٹی سی جماعت معرضِ وجود میں آگئی، جو آہستہ آہستہ بفضلہٖ تعالیٰ ترقی پذیر ہے۔

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے کہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بار ہا جماعت کو اپنے آباؤ اجداد کے ذکر کو محفوظ کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں لاس اینجلز میں جماعت کے آغاز سے اس کے تدریجی سفر کی تاریخ کو محفوظ کرنے کا پروگرام ہے تا کہ یہ ایمان افروز سفر آئندہ نسلوں کے لئے مشعلِ راہ کا کام دے۔

اس غرض کے لئے احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اس سلسلہ میں آپ اپنی اَور اپنے آباء کی مساعی سے آگاہ فرمائیں۔ نیز اگر ممکن ہو تو تاریخی مواد کے ساتھ تصاویر بھی ارسال فرمائیں تا کہ وہ جماعت احمدیہ لاس اینجلز کی تاریخ کا حصّہ بن سکیں۔ نیز اس پروجیکٹ کی کامیابی کے لئے دُعا سے بھی مدد فرمائیں۔

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ كَانَ اُكُلِیْ　　　وَ صِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامَ الْاَھَالِیْ

دستر خوانوں کا پس خوردہ میری خوراک تھا، اور آج میں کئی گھرانوں کا کھلانے والا بن گیا ہوں۔

امریکہ میں لنگرِ مسیح موعود علیہ السلام

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا جاری و ساری سفر

امتیاز احمد راجیکی

(جلسہ سالانہ اور لنگر سے متعلق یہ مضمون مَیں نے جلسہ ۲۰۱۷ کے معاًبعد تیار کرنا شروع کر دیا تھا اور اس کا ذکر برادرم عزیزم ڈاکٹر صلاح الدین مرحوم سے بھی کیا تھا مگر حسبِ وعدہ اسے پیش نہ کر سکا۔ اس کی زندگی نے وفا نہ کی اور مَیں اپنا وعدہ ایفا نہ کر سکا۔ اب اُسی صورت میں یہ عاجزانہ سی کوشش پیشِ خدمت ہے۔)

جون تا جولائی ۲۰۱۶ کے احمدیہ گزٹ کے شمارے میں امریکہ میں لنگر مسیح موعود علیہ السلام کے پچیس سال مکمل ہونے پر خدا تعالیٰ کے فضلوں اور تحدیثِ نعمت کے طور پر چند سطریں لکھنے کا موقع ملا۔ مختلف طبقاتِ فکر کے افرادِ جماعت کی طرف سے اظہارِ خوشنودی نے حوصلہ افزائی فرمائی۔ میرے بزرگ اور مہربان دوست مکرم و محترم مولانا چودھری مبشر احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے، جو جماعت احمدیہ امریکہ کی تاریخ کے مرتبین میں شامل ہیں، خاص طور پر ہدایت فرمائی کہ وقتاً فوقتاً تاریخ کے ان ابواب اور اللہ تعالیٰ کے احسانوں اور انعاموں کو محفوظ کرنے کے اس سلسلے کو جاری رکھا جائے۔

جلسہ سے پہلے میری اس طرف توجہ نہیں تھی اور کوئی خاص مضمون بھی ذہن میں مستحضر نہیں تھا۔ مگر دورانِ جلسہ میں اللہ تعالیٰ کے پے درپے فضلوں اور قبولیتِ دعا کے محیر العقول نظاروں نے مجبور کر دیا کہ تحدیثِ نعمت کی برکات سے حصہ پاؤں۔

حادثہ باعثِ رحمت

جلسہ سے تین ہفتہ قبل عید الفطر سے دو روز پہلے ایک ناگہانی حادثے میں میری دو لاکھ پچاسی ہزار میل کی مسافت کا بوجھ اٹھائے ہوئے بارہ سالہ پرانی ٹویوٹا پریئس (Toyota Prius) زخموں کی تاب نہ لا کر دم توڑ گئی اور دو بار مجھے بھی ہسپتال کے ایمر جنسی روم کی زیارت کرنی پڑی۔ حادثہ دوسرے ڈرائیور کے سٹاپ سائن پر نہ رکنے کے نتیجے کے طور پر ہوا۔ قدرتی طور پر یہ ایک تکلیف دہ امر تھا۔ سیٹ بیلٹ کے کھچاؤ اور ایئر بیگ پھٹنے سے سینے پر کافی سخت دباؤ تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر حفاظت فرمائی اور نہ صرف نمازِ عید کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائی بلکہ جلسہ میں شمولیت کا خواب بھی بہتر رنگ میں شرمندۂ تعبیر ہوا۔

تین سال قبل فلوریڈا نقل مکانی کے باعث جلسہ گاہ کا سفر ڈیڑھ گھنٹہ سے بڑھ کر ساڑھے بارہ گھنٹے کا ہو گیا تھا۔ اور اہلیہ کے تبدل زانو جراحی (knee replacement surgery) کے باعث ایک چھوٹی سی کار میں چار افراد کا سفر خاصا دشوار گزار تھا۔ اللہ تعالیٰ کی نظرِ کرم ان تمام دشواریوں پر پہلے سی تھی؛ چنانچہ اس نے فوری طور پر ایک اچھی حالت کی استعمال شدہ وین کا بندوبست فرما دیا جس میں اٹھتے، بیٹھتے، لیٹتے یہ سفر سہولت سے گزر گیا۔ اور جمعرات کے روز بعد دوپہر ہم دونوں باپ بیٹا لنگر کی ڈیوٹی پر حاضر تھے۔

امیر صاحب محترم کا معائنہ اور رقت آمیز خطاب

جلسہ سے ایک روز قبل، امیر صاحب محترم امریکہ کا تمام شعبوں کا معائنہ، مختصر نصائح پر مبنی خطاب، دعا اور سب خدمتگاروں کے ساتھ مل کر عشائیہ ایک جماعتی روایت ہے جس پر تمام امرا ــــــ اور اگر سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح موجود ہوں ــــــ کی شمولیت ایک معمول کا امر ہے۔ لیکن اس بار مکرم و محترم امیر صاحب صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ کا خطاب ایک غیر معمولی اور منفرد اہمیت کا حامل تھا۔ آپ نے جلسہ کے

اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے موجود خدمتگاروں کو خصوصیت سے سیّدنا حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے پاک ارشادات کی روشنی میں اس طرف توجہ دلائی کہ اس جلسے میں شرکت کرنے والے ہر مہمان کے لیے اس کی سہولت اور ضرورت کے مطابق انتظام کیا جائے اور جس طرح آقا علیہ السلام خود تکلیف اٹھا کر مہمانوں کے آرام کا بندوبست فرماتے تھے ہمیں بھی اسی روح کے ساتھ خدمت بجا لانی چاہیے۔ آپ نے حضرت مسیحِ موعودؑ کی سیرتِ طیبہ سے حوالے دیتے ہوئے حاضرین کو یاد دہانی کرائی کہ کس طرح آپ بھوکے پیاسے رہ کر اپنے حصے کا کھانا مہمانوں کی خدمت میں پیش فرما دیتے اور اپنا ذاتی بستر بھی انہیں عطا کر کے خود سردی میں ساری رات گزار دیتے۔

محترم امیر صاحب کے خطاب کا معتدبہ حصہ خصوصیت سے شعبۂ ضیافت سے متعلق تھا۔ اس کی اصلاح اور بہتری کے لیے آپ نے ہدایات جاری کیں اور کھانے کی کمیت و خاصیت اور مقدار و معیار پر سیر حاصل بحث فرمائی۔ آپ نے بڑے رقت بھرے لہجے میں کہا:

> ”اگر مسیحِ موعود علیہ السلام کے مہمانوں میں سے ایک بھی فرد کو اس کی ضرورت کے مطابق خوراک میسر نہیں آتی اور کھانا ختم ہو جاتا ہے تو یہ کسی حالت میں بھی قابلِ قبول نہیں ہو گا۔ مَیں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک مجھے یہ اطلاع نہ مل جائے کہ ایک ایک مہمان سیر ہو گیا ہے۔“

امیر صاحب کے اس خطاب نے مجھے بھی آبدیدہ کر دیا کہ آپ نے کس درد سے اپنے اضطراب کا اظہار کیا ہے۔ اور آقا علیہ السلام کی سنت و روایت کے پیشِ نظر اپنے آرام و سہولت کی قربانی کے لیے تیار ہو گئے ہیں۔ میرے دل پر اس بات کا بڑا گہرا اثر تھا۔ مَیں نے بڑی التجا سے اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کی: اے قادر و توانا ربّ العزت، تو جانتا ہے کہ جلسہ کے مہمانوں کی خدمت کے لیے ہم لوگ جو تھوڑی بہت ٹوٹی پھوٹی عاجزانہ کوششیں کرتے ہیں، بشری تقاضوں کے تحت ان میں ہمیشہ کمی بیشی رہ جاتی ہے اور کسی نہ کسی وقت ناگوار صورتِ حال کا سامنا بھی کرنا پڑ جاتا ہے۔ مگر اب کی بار آقا علیہ السلام کے اس عاجز غلام نے جس کی رگوں میں آپؑ کا خون دوڑ رہا ہے، جس رقت اور عاجزی سے اپنا سکون و آرام تج دینے کا عہد کیا ہے، اس کے اس عزم کی لاج رکھنا اور ہماری کوتاہیوں اور غلطیوں پر صرفِ نظر کرتے ہوئے اس امتحان میں سرخرو کرنا۔ اس کے بعد کے واقعات نے ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح امیر صاحب اور حاضرین کی عاجزانہ دعاؤں کو قبول فرمایا اور غیر معمولی تائید و نصرت سے اعانت کے سامان پیدا فرمائے۔

اکرامِ ضیف اور ہماری ذمہ داریاں

مہمان نوازی اور اکرامِ ضیف ایسے اوصاف ہیں جو انبیاء کی پہچان ہوتے ہیں۔ وہ ابراہیمؑ و نوحؑ سے منسلک ہوں، آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صداقت کے مصداق ہوں یا اِس دور میں آپؐ کے غلامِ صادق سیّدنا حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ السلام کے انگ انگ سے پھوٹنے والے کرشمہ ہائے صدق و وفا کے مظاہر ہوں، ہمیشہ کے لیے معاشرتی زندگی کی اہم بنیادی ضرورت کا احاطہ کیے ہوتے ہیں۔ ہادیٔ دو جہاں ﷺ نے ایک مختصر پیرائے میں کس خوبصورت انداز سے انسانی معاشرت کے زریں اصول بیان فرما دیئے اور انہیں اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان کے ساتھ مشروط کر دیا: اچھی بات کہو یا خاموش رہو۔ ہمسائیہ کی عزت کرو اور اکرامِ ضیف یعنی مہمان کا احترام کرو۔

سیّدنا حضرت اقدس مسیحِ پاک علیہ السلام کی مطہر زندگی بھی انہیں اوصاف سے مزین تھی۔ ایک وقت تھا جب آپؑ تنہائی و گمنامی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اپنی ذات میں مگن، اپنے ربّ کی یاد میں غرقاں اور دستر خوان کے بچے کھچے ٹکڑوں پر گزارہ کرتے تھے۔ اس حالت کو آپؑ نے یوں بیان فرمایا

”مَیں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر“

مگر جب اذنِ الٰہی سے آپؑ کو تاجِ مرسلین پہنایا گیا اور خدا تعالیٰ نے بڑے زور آور حملوں سے آپؑ کی منادی کی اور سچائی کو ظاہر فرمایا تو اک کایا ہی پلٹ گئی۔ اور اس کا اظہار یوں ہوا

"اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوُا
اک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہوُا"

اور ظاہر ہے اس مرجعِ خواص وعام کی تکریم اور مہمان داری کوئی معمولی امر نہیں تھا۔ اس کے لیے جگرِ حاتم اور کنزِ خسروی درکار تھا۔ اور یہ سب پیدا کس تذلل اور عاجزی کی کوکھ سے ہوا، اس کا اظہار آپؑ اس طرح فرماتے ہیں:

"لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ کَانَ اُکُلِیْ
وَ صِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامَ الْاَھَالِیْ"

دستر خوانوں کا پس خوردہ میری خوراک تھا اور آج مَیں کئی گھرانوں کو کھلانے والا بن گیا ہوں۔

سیّدنا حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ السلام کی زیارت اور آپؑ کا پیغام سننے کے لیے جب خلائقِ بے تاباں جوق در جوق قادیان کا رخ کرنے لگے تو پہلے عارضی اور پھر مستقلاً دارالضیافت اور لنگر خانے کے انتظامات کی طرف توجہ ہوئی۔ اور ان عشاق کی روحانی تشنگی کی سیر ابی کے لیے جلسہ سالانہ جیسے عظیم ادارے اور نظام کا قیام بھی آقا علیہ السلام کی خصوصی نظر کرم کا مرہونِ منت بنا۔ اب سو سال سے زائد عرصہ سے ان دلنشیں روایات کی باگ ڈور امامِ وقت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تھامی ہوئی ہے۔ اور انہیں ذمہ داریوں کی نشان دہی کے لیے آپ گاہے بگاہے اپنے زریں ارشادات کے ذریعے خدمتگاروں کو یاد دہانی کراتے رہتے ہیں؛ چنانچہ حال ہی میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

خدمتگارانِ جلسہ سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب
مؤرخہ ۲۱ جولائی ۲۰۱۷

"ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ مہمان نوازی ایک بہت اہم شعبہ ہے۔ مہمان نوازی صرف کھانا کھلانا، پانی پلا دینا یا زیادہ سے زیادہ رہائش کا انتظام کر دینا نہیں بلکہ جلسہ سالانہ کا ہر شعبہ مہمان نوازی ہے، چاہے اسے کوئی بھی نام دیا گیا ہو۔

جلسہ پر جو بھی آتا ہے وہ مہمان ہے اور اس کی ضروریات کا خیال اپنے میسر وسائل کے ساتھ رکھنا ہر اس شخص کے لیے جو جلسہ سالانہ کی کسی بھی ڈیوٹی پر متعین ہے ضروری ہے۔ اس کے لیے حضرت مسیحِ موعودؑ نے اپنے جذبات کا ایک جگہ اظہار فرمایا جو ہمارے لیے اصولی لائحہ عمل ہے۔ آپؑ نے ایک موقع پر فرمایا کہ:

'میرا ہمیشہ یہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو، بلکہ اس کے لیے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے مہمانوں کو آرام دیا جاوے۔' فرمایا: 'مہمان کا دل مثلِ آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ پس اس بات کو بھی یاد رکھنا چاہیے اور اپنی طبیعتوں پر جبر کر کے بھی اگر کوئی بعض دفعہ ایسے حالات پیدا ہوں ہمیں مہمان کو آرام اور سہولت پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔'

اس طرح کھانا کھلانے والے ہیں جن کا براہِ راست مہمانوں سے واسطہ ہے۔ انہیں مَیں ہمیشہ یاد دہانی کرواتا ہوں کہ کھانا دیتے ہوئے، پلیٹ میں ڈالتے ہوئے مہمان کی پسند بھی دیکھ لیا کریں، گو اس میں کافی دقت اور مشکل پیش آتی ہے لیکن بہر حال کوشش کریں جس حد تک دیکھ سکتے ہیں دیکھیں۔ اور اگر کوئی مجبوری ہو تو پھر احسن رنگ میں جواب دیں اس کو، بجائے سختی سے جواب دینے کے جس سے دوسرے کے جذبات کو تکلیف نہ ہو۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید فرمایا:

"جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والا ہر شخص حضرت مسیحِ موعودؑ کا مہمان ہے اور حضرت مسیحِ موعودؑ کے مہمان ہونے کی وجہ سے ہم نے ہر مہمان کو خاص مہمان سمجھنا ہے اور اس کی مہمان نوازی میں بھرپور کوشش کرنی ہے۔ حضرت مسیحِ موعودؑ نے اس امر کا اظہار اور جائزے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا کہ لنگر کے مہتمم کو مہمانوں کی ضروریات کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے۔ لیکن چونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اس لیے بعض اوقات خیال نہیں رہتا۔ بعض باتیں نظر سے اوجھل ہو جاتی ہیں۔ اس لیے کوئی دوسرا شخص یاد دلا دے اور یاد دہانی کے لیے بہترین طریق یہی ہے کہ افسر خود کسی کو اس یاد دہانی کے لیے مقرر کرے جو جائزہ لیتا رہے کہ کہاں کہاں کمی ہے۔

امیر غریب کی یکساں مہمان نوازی ہونی چاہیے۔ حضرت مسیحِ موعودؑ نے ہماری رہنمائی کے لیے بعض چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف بھی رہنمائی فرمائی ہے اور بڑی باریکی سے مہمان نوازی کے طریق سمجھائے ہیں۔"

روایتوں کا سفر ـــــــ عنایتوں کے ساتھ

آقا علیہ السلام کی مقدس روایات و عنایات کی برکتوں کو سمیٹتے ہوئے اور آپؑ کے ارشادات و ہدایات کی گود میں پروان چڑھتے ہوئے، امریکہ میں بھی اِمسال جلسہ سالانہ کے انہتر سال مکمل ہو گئے۔ لنگر مسیحِ موعودؑ کے اجرا کے ذریعے براہِ راست ضیافت و مہمان نوازی کی ربع صدی سے زائد کی تاریخ کا لمحہ لمحہ خدا تعالیٰ کے فضلوں، انعاموں اور احسانوں کی ایک لازوال داستان ہے۔ ہم نے ان برکات سے جس طرح فیض پایا اس کے لیے مَیں پھر اپنا پرانا احساس دھرانے پر مجبور ہوں:

"حقیقت یہ ہے کہ جلسہ کی ڈیوٹیوں اور خاص طور پر لنگر کی آگ میں جھلسنے کا مزہ ہی ایسا ہے جو ایک بار اسے چکھ لیتا ہے وہ کہیں اور جانے کا نام نہیں لیتا۔ اس سفر میں ہمارا ساتھ دینے والے بچے جوان ہو گئے، جوان بوڑھے ہو گئے۔ مگر ایک بار جو ساتھ ہو لیا اس نے کبھی ساتھ نہ چھوڑا۔ وہ جلسہ کی ڈیوٹیوں کے لیے بلائے جائیں یا نہ، مسیحؑ کے یہ دیوانے پروانوں کی طرح لنگر میں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ چاہے آگ برساتی دھوپ ہو یا تپتی دیگوں کی جھلس، کسی لب نے شکوہ کشائی کی نہ کسی خدمتگار نے میدان سے پیٹھ دکھائی۔"

مگر اس کٹھن سفر میں ہمارا ساتھ دینے والے نئے نئے جواں عزم ہمسفر بھی شامل ہوتے گئے۔ وہ انفرادی طور پر اِکّادُکّا تعداد میں بھی آتے رہے اور اجتماعی ٹیموں کی حیثیت سے بھی ساتھ دیتے رہے۔ تاہم ایک بہت ہی نمایاں اور قابلِ قدر اضافہ جو خدا تعالیٰ نے حقیقی سلاطینِ نصیر کے طور پر عطا فرمایا وہ ساؤتھ ورجینیا کی ضیافت ٹیم کی شمولیت تھی۔ تین سال قبل وہاں کے ضیافت انچارج برادرم عزیزم نعیم احمد کی سرکردگی میں ایک دو سینئر اور باقی نصف درجن کے قریب بالکل نو آموز نوجوان خاموش خاموش، سہمے سہمے لنگر جلسہ کی ڈیوٹیوں پر حاضر ہو گئے۔ شروع شروع میں انہیں بہت ڈرایا گیا تھا کہ لنگر کا گرما گرم ماحول اور حدت و تمازت والی فضا ہر کسی کی برداشت کا روگ نہیں۔ لیکن پہلے ہی سال وہ اپنے نظم و ضبط اور وقف کی سچی روح کی بنا پر چھا گئے۔ اگلے سال اس سے بڑھ کر نئے عزم اور لگن کے ساتھ میدان میں اتر آئے۔ ہمیں یوں محسوس ہونے لگا جیسے وہ پہلے دن سے ہمارے ساتھ ہیں۔ وہی بے تکلفی، محبت، وفا اور ایثار جو چھبیس سال سے اس لنگر کا طرۂ امتیاز تھا ان میں پہلے سے موجود تھا۔ مَیں ازراہِ محبت ان کے سب سے زیادہ مضبوط نوجوان کو چیلنج کرتا رہتا۔ حتیٰ کہ اس سے "پنجہ" پکڑنے (arm wrestling) کا مقابلہ بھی کیا۔ اب خدا جانے اس نے میرا لحاظ کیا یا مَیں نے اس کا۔ بہر حال مقابلہ برابر برابر چھوٹ گیا۔ لیکن مَیں نے اسے مذاقاً چیلنج کیا کہ بیس سال بعد جب وہ انصاراللہ کا ذرا سینئر ممبر ہو جائے گا تو کراٹے اور ریسلنگ کا مقابلہ ہو گا۔

ان کی ٹیم اور خاندان کا دس بارہ سالہ معصوم بچہ بھی اس جوش اور عزم سے دیگوں اور چولہوں میں خود کو جھونک دینے کے لیے تیار بیٹھا تھا۔ قوانینِ مشقت (labor laws) کی وجہ سے مجبوراً ہم اس سے کام نہیں لے سکتے تھے مگر اس کے نام کے نعرے ضرور لگوا دیئے۔ اِس سال اس کی آٹھ سالہ چھوٹی بہن بھی وہاں آ گئی اور سارا جلسہ اس نے وہیں لنگر میں گزار دیا۔ ساؤتھ ورجینیا کی اس ٹیم کے کوچ، میرے بہت ہی عزیز بزرگ اور بے تکلف دوست سیّد عبدالماجد صاحب ۱۴ جولائی جمعہ کی صبح صبح لنگر میں چلے آئے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

یہ قدرت کی عجیب کرشمہ سازی ہے اور "كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ" کا ظہور خدا تعالیٰ کے مظاہر سے ہر لمحے ہوتا رہتا ہے۔ یہی کرشمہ گری مالکِ کائنات نے اپنی مخلوقات میں بھی رکھ دی ہے۔ ایک ہی جنس کی مخلوق کو مختلف صلاحیتوں اور قویٰ سے نواز کر نظام حیات چلانے کا کاروبار جاری کر رکھا ہے۔ بسا اوقات ایک کام کسی شخص کی ذہنی و جسمانی صلاحیتوں سے مطابقت نہ رکھنے کے باعث اس کے لیے وبالِ جان بن جاتا ہے۔ اور دوسرا اسی کو ایک آسان، خوشگوار اور قابلِ لطف و لذت ڈیوٹی و مشغلہ کے طور پر اپنا لیتا ہے۔

جلسہ کے کاموں میں لنگر کی ڈیوٹی کو کافی سخت اور مشقت آمیز سمجھا جاتا ہے کہ آگ سے کھیلتے ہوئے اس تپتے ہوئے گرما گرم ماحول اور گرم مزاج میں کام بہت مشکل امر گردانا جاتا ہے۔ مگر مَیں کہتا ہوں کہ باہر تپتی دھوپ میں

جھلستے ہوئے اور بارش، آندھی، طوفان کی پروانہ کرتے ہوئے وہ نوجوان جو ٹریفک کنٹرول کر رہے ہوتے ہیں کیا وہ ہم سے آسان کام ہے؟ یا MTA کی لائیو نشریات کی ذمہ داریاں آسان ہو سکتی ہیں کہ ایک ذرا سی لغزش کیا سے کیا نتائج نکال سکتی ہے۔ ایک مقرر جو جلسہ کی تقریر کے لیے مہینوں تیاری کرتا ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ گویا اسے پر کھ رہا ہے، اس کا حساب لے رہا ہے ـــــــ کیا وہ ہم سے مشکل کام نہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ ہر کام ہی اپنی جگہ پر سب سے اہم اور مشکل ہے۔ اس کے اپنے محل و موقع پر وقوع پذیر نہ ہونے کی صورت میں خدا جانے کیا بھیانک نتائج مرتب ہوں؟ ایک بڑی پیچیدہ مشینری میں معمولی سے نٹ بولٹ کے نقص یا ضیاع سے اس کا سارا نظام اور فنکشن رک جاتا ہے، ساری کارکردگی متاثر و معطل ہو جاتی ہے۔ اس لیے کوئی بھی کام حقیر ہے نہ لائقِ تکبر۔ یہ سب باری تعالیٰ کی کرم فرمائی ہے کہ اس نے ہمیں اپنے مقاصد کے لیے کل پرزوں کے طور پر قبول فرما لیا ـــــــ ایں سعادت بزور بازو نیست۔

اس کا ایک دلچسپ مشاہدہ اس بار جلسہ سالانہ پر ہوا۔ میرا بیٹا، منور جو اب زیادہ تر دیگوں پر کام کرنے کے بجائے مجموعی نگرانی اور رابطہ افسر (liaison officer) کے طور پر کام کرتا ہے، اس سال اپنی جماعت کے دو خوبصورت صحتمند، طاقتور اور لحیم شحیم نوجوانوں کو لنگر کی ڈیوٹی پر لایا۔ میری لینڈ کے دو دوست جو بظاہر کمزور اور منحنی سے نوجوان تھے، انتھک محنت اور لگن سے سارا وقت لنگر میں کام کرتے رہے اور گلہ کرتے رہے: "منور بھائی، آپ نے ہمیں پہلے کیوں یہاں کام پر نہیں لگایا۔ آئندہ ہم ہمیشہ یہیں کام کریں گے۔"

آزمودہ کاری و نو آموزی کا حسین امتزاج

اللہ تعالیٰ کی بعض حکمتوں کے تحت اِس سال عزیزم ڈاکٹر صلاح الدین اور مَیں دونوں ہی لنگر میں پکوائی سے ذرا دور رہے۔ صلاح الدین کو جب میرے حادثے اور سینے پر اندرونی زخموں اور چوٹوں کا علم ہوا تو اس نے سختی سے منع کر دیا کہ دیگوں کے نزدیک بھی نہ جاؤں۔ وہ خود بھی یہی چاہتا تھا کہ ساؤتھ ورجینیا کی نئی ٹیم کو پوری ذمہ داری سے کام کرنے دیا جائے۔ چند ایک بار ہم نے ان کی غلطی کا نوٹس بھی لیا لیکن نظر انداز کر گئے کہ خود ہی انہیں درست کرنے دیا جائے۔ دوسری طرف ہمارے نیو یارک کے راشد، اعجاز، امین برادران (خالد، طاہر، شاہد) جیسے کہنہ مشق اور آزمودہ کار رضاکاروں کا جتھہ جو امریکہ میں لنگر مسیحِ موعودؑ کی ابتدا سے لے کر اب تک ہمارے ساتھ ہے، منصور اور ناصر کی قیادت میں سارا کام سنبھال رہے تھے۔ اس پر مستزاد یہ کہ چالیس چالیس پاؤنڈ چاولوں کی پندرہ دیگیں روزانہ ہر عشائیے کے لیے تیار کرنا ایک کٹھن نئی ذمہ داری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے غیب سے صبور کے ساتھ ساتھ مبشر اور حنان جیسے چاول پکوائی کے ماہرین اس میدان میں اتار دیئے۔ مزید برآں (ماموں) طاہر اور مدثر کی مجموعی نگرانی اور کریم داد کی پرہیزی کھانوں کی مہارت نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان عاجزانہ کوششوں کو چار چاند لگا دیئے۔

اویس نے تین سال پہلے ناظم محنت کے طور پر جلسہ لنگر کی ذمہ داری سنبھالی تھی اور انتہائی لگن اور محنت سے لنگر میں اندرونی اور بیرونی محنت کے انتظام (labor hiring) کو سنبھالا۔ اس سے پہلے سالہا سال تک یہ کام ہمارا پہلے دن سے ساتھ دینے والا انتہائی جفاکش، جاں نثار اور مخلص ساتھی اقبال اکیلے کیا کرتا تھا۔ قبل از جلسہ خریداری میں مکرم پروفیسر چودھری سلطان احمد صاحب کے ہیرس برگ میں بزنس کرنے والے دو بیٹے عمار اور عمر ایک قابلِ قدر اضافہ ہیں۔ صلاح الدین نے مجھے بتایا کہ اس دفعہ ان دونوں بھائیوں نے ماشاءاللہ بڑی خوش اسلوبی سے خریداری کا سارا کام سنبھالے رکھا۔

چائے کی تیاری میں بڑے لمبے عرصے سے عمر نامی نوجوان خدمت کے لیے موجود رہتا تھا۔ مگر اس دفعہ جلسہ کے دنوں میں اسے پاکستان جانا پڑا۔ اس کی جگہ پر کام کرنے والے خدمت گزاروں نے بھی اسی جانفشانی اور احساس ذمہ داری کے ساتھ کام کیا اور اس کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔

کام اچھا ہے وہ جس کا کہ مآل اچھا ہے

شہد کے چند قطرے ہم تک جن مراحل سے گزر کر پہنچتے ہیں کبھی انسان انہیں پر غور کرے کہ اس کے لیے سینکڑوں مکھیوں کی دن رات کی محنت اور شہد مکھی کی قربانی کس طرح رنگ لاتی ہے ـــــــ ایک عجیب حیرت انگیز نظام ہے ـــــــ اور یہی نظام ہر صنعت کے لیے جاری ہے۔

جلسہ سالانہ کے موقع پر کھانے کی میز پر پہنچنے والے چند نوالوں کے پیچھے محبت و لگن کے ساتھ محنت و مشقت کے جو بیسیوں مرحلے اور ہزاروں لمحے

گزرتے ہیں ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی وفا اور جفاکشی کی داستان لیے ہوئے ہے۔ ان کٹھن مراحل سے گزرنے کے بعد اگر بدقسمتی سے آخری وقت پر وہ چند نوالے خلوص و عزت کے ساتھ کسی مہمان کی شکم پری نہ کر پائیں تو گویا ساری عمارت بھسم ہو گئی۔ ساری محنت غارت گئی۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی کبھار ضیافت کی سروس میں بعض کمزوریاں یا دشواریاں بدمزگی کا باعث بن جاتی ہیں۔ بحمد للہ اس سال بعض اختلاف رائے کے باوجود سروس کا انتظام بہت اعلیٰ تھا۔ مَیں خود جا کر دیکھتا رہا؛ کھانے میں کمی کی شکایت ہوئی نہ لائنوں میں انتظار کی زحمت۔ سروس کے ناظمین عثمان کی ٹھنڈی میٹھی پر سکون طبیعت اور عبدالحیٔ کے مزاج کے کڑے ڈسپلن، کنٹرول اور محنت کا اس میں بہت بڑا ہاتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

ذرائع نقل و حمل

لنگر کے ساتھ وابستہ نقل و حمل (transport) کا شعبہ اتنا اہم اور ناگزیر ہے کہ اس کے بغیر ہماری بقا اور گاڑی چلنے کا تصور نہیں ہو سکتا۔ چار پہیوں کو مسلسل گردش میں رکھنے اور بڑے بڑے ٹرکوں میں انتہائی وزنی دیگوں کو لاد کر بروقت منزلِ مقصود پر پہنچانا فی الحقیقت جوئے شیر لانا ہوتا ہے۔ فخر، عمر اور علی نصف درجن سے زائد جوانوں کی اس ٹیم کے سرخیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مضبوط و توانا اور جفاکش نوجوان فخر احمدیت ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے انہیں جنات السماء قرار دیا تھا۔ وہ ابلتی ہوئی دیگوں کو جس طرح ہینڈل کرتے ہیں، انہیں ٹرک میں رکھنے اور اتارنے کا فریضہ انجام دیتے ہیں وہ کوئی آسان کام نہیں۔ کئی بار مَیں نے ان مضبوط ہاتھوں میں چھالے پڑے دیکھے مگر ایک بار بھی حرفِ شکایت ان کے لبوں پر نہیں آیا۔ وہ جب بھی چار من سے زائد وزنی ابلتی ہوئی دیگیں اٹھاتے ہیں میرا وجود ان کے لیے مجسم دعا بن جاتا ہے کہ خدایا، ان کی حفاظت کرنا۔ یہ اپنی جان ہتھیلی پر لیے کام کر رہے ہیں۔

اس ٹیم کے ساتھ مسلسل رابطے کا ہمیں اس لحاظ سے بھی بہت فائدہ ہے کہ طعام گاہ یا سَروِنگ ایریا (Serving Area) میں کھانے کی مقدار اور اتار چڑھاؤ کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ صلاح الدین اور مَیں ہم دونوں حاضرین کی تعداد اور کھانے کی کمی بیشی کے معاملے میں فخر کی رائے کو سب سے زیادہ وقعت دیتے ہیں۔ اپنے تجربے کی بنا پر وہ بہترین رپورٹ دیتا ہے۔

ان امور کے علاوہ لنگر شروع ہونے سے پہلے تمام ساز و سامان ——— بڑی بڑی دیگوں، چولہوں، ڈونگوں، کڑچھوں، ٹبّوں، جگّوں اور بے شمار چھوٹے بڑے اوزاروں کو سینکڑوں میل دور سے لا کر ایک بالکل مختلف جگہ اور اجنبی مقام یا فیسِلِٹی (facility) میں صرف دو دن میں ڈھنگ سے ٹھکانے لگانا اور تمام چولہوں کو گیس سلنڈروں کے ساتھ جوڑ کر انفرادی طور پر ہر ایک کو باری باری ٹیسٹ کرنا اور جلسہ ختم ہوتے ہی اسی دن ان کی واپسی کا بندوبست کرنا ایک جان جوکھوں کا کام ہے۔ (ماموں) طاہر کی نگرانی میں منور، مزمل، گوندل اور ان کے ساتھی مدتوں سے خاموشی کے ساتھ یہ کام کیے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب عاجزانہ کوششوں کو قبول فرمائے اور اجرِ عظیم سے نوازے۔ آمین۔

لجنہ کی بے مثل خدمات

جلسہ کی ڈیوٹیوں میں لجنہ اماء اللہ کے تحت ہماری بہنوں بیٹیوں کی خدمات ایک ایسی بے نظیر داستان ہے جس کا تصور روئے زمین پر جماعت احمدیہ کے علاوہ کہیں نہیں پایا جاتا۔ مردوں عورتوں کے علیٰحدہ علیٰحدہ انتظامات اور پردے کے تمام اسالیب کو ملحوظ رکھنے کے باوجود جتنے تعاون اور ہم آہنگی کی فضا یہاں پائی جاتی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اور ایک لحاظ سے یہ ان معترضین کو مسکت جواب ہے جو اسلام میں عورت کے مقام کو کمتر اور ناکارہ دکھانے کی ناواجب اور ناروا کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ اگر صرف جلسہ کی ڈیوٹیوں اور فرائض کی ادائیگی ہی کو دیکھ لیا جائے تو یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جائے گی کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں عورت کتنا اہم، فعّال اور باوقار کردار ادا کرتی ہے۔

یہاں چونکہ صرف لنگر سے متعلقہ امور کا ذکر ہے اس لیے باقی بے شمار انتھک اور بے لوث خدمات کا تذکرہ ممکن نہیں۔ تاہم لجنہ ضیافت کی خدمت کے لیے مدتوں سے ہماری قابلِ احترام بہن محترمہ آپا جان مبارکہ شاہ صاحبہ اور ان کی ٹیم جس اعتماد، حوصلے، اور صبر و استقامت کے ساتھ یہ فرائض ادا کرتی چلی آ رہی ہیں اس کی سپاس گزاری کے لیے ہمارے پاس کوئی اظہار اور الفاظ نہیں۔ صلاح الدین ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ اگر ہمیں ان کے قیمتی مشورے، تعاون اور راہنمائی حاصل نہ ہوتی تو ہمارا کام اتنا آسان نہ ہو سکتا۔

امریکہ میں لنگر کا تاریخی پس منظر اور مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) کی بر موقع رواں نشریات

اِمسال جلسہ سالانہ میں ایک غیر متوقع واقعہ MTA امریکہ کی بر موقع رواں نشریات (live transmission) میں لنگر مسیح موعود کے بارے میں ایک انٹرویو بھی تھا۔ ہفتہ کے روز بعد دوپہر عزیزی عطاء العلیم بڑی بے تابی سے مجھے تلاش کر رہا تھا۔ بالآخر اس نے مجھے آلیا: "انکل، ہم کب سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ کا MTA کے لیے انٹرویو ہے۔"

"مَیں کسی انٹرویو کے لیے نہیں آرہا۔ مجھے معافی دے دو۔" میرا جواب تھا۔ "آپ نہیں آئیں گے تو ڈاکٹر صلاح الدین صاحب بھی تیار نہیں ہوں گے۔" اس نے بے بسی سے التجا کی۔ اتنے میں صلاح الدین بھی آگیا اور کہنے لگا:

"امتیاز، تم مجھ سے بڑے ہو، مَیں تمہیں حکم نہیں دے سکتا۔ لیکن ایک بات سن لو، اگر تم نہیں آؤ گے تو مَیں انٹرویو نہیں دوں گا۔ جس شخص نے پہلے دن سے میرا ساتھ دیا ہے، ٹی وی پر آؤں گا تو اس کے ساتھ ہی آؤں گا۔"

مجبوراً مجھے اس کا ساتھ دینا پڑا کہ کہیں ہم دونوں ہی حکم عدولی کے مرتکب نہ ہو جائیں۔ انٹرویو لینے والے نوجوان کو مَیں کئی سال پہلے ایک بار نیو جرسی میں خدام الاحمدیہ کے اجتماع پر ملا تھا۔ اس وقت وہ نیا نیا اس میدان یا فیلڈ (field) میں آیا تھا اور ای ایس پی این ESPN کے لیے کام کر رہا ہے۔ جب اس نے اپنا نام عدنان وِرک بتایا تو مَیں نے پوچھا کہ جماعت کے مایہ ناز صحافی، ادیب، مدیر اور مترجم برادرم محترم زکریا وِرک صاحب سے بھی کوئی تعلق ہے؟ عزیز موصوف کہنے لگا: "وہ میرے والد صاحب ہیں۔"

"اسی لیے موروثی استعدادیں پائی جاتی ہیں۔" مَیں نے تبصرہ کیا۔ یہ گفتگو تو شاید عدنان کو یاد نہ ہو، لیکن جو انٹرویوز وہ مختلف احباب سے اس وقت لے رہا تھا وہ فی الحقیقت اس کی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت تھے کہ کس طرح تھوڑے سے وقفے میں مختلف النوع موضوعات کو سمیٹ کر اور انٹرویو دینے والے کے پس منظر کو ملحوظ رکھ کر ایک سیر حاصل بحث کر سکتا ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔

لنگر کے بارے ہمارے انٹرویو کو بھی اس نے بڑی مہارت سے پیش کیا جس میں ابتداً مَیں نے امریکہ میں لنگر کے قیام کے تاریخی پس منظر پر مختصر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں اس کے ٹیکنیکل پہلوؤں اور نتائج و اثرات پر صلاح الدین کو تفصیلی گفتگو کا موقع ملا۔

نامعلوم سپاہی ــــــ خاموش مجاہد

میری کوشش یہی ہوتی ہے کہ اپنے مضمون میں کسی کا بھی ذاتی نام نہ لوں، مگر بسا اوقات بعض حصوں کی وضاحت کے لیے مجبوراً کچھ ناموں کا ذکر ہو جاتا ہے۔ لیکن ان سے بھی زیادہ اہم کام کرنے والے خاموش مجاہدوں کا تذکرہ رہ جاتا ہے ــــــ دراصل یہی فلسفۂ اجر و جزا ہے۔ وہ نام جو کبھی نہ لیے گئے ہوں ان کے کام ہمیشہ عظمتوں کے میناروں پر لکھے جاتے ہیں۔ آج بھی دنیا کے ہر مہذب ملک میں نامعلوم سپاہی (unknown soldier) کی یادگار پر پھول چڑھائے جاتے ہیں۔ اعلیٰ مراتب والے معزز حکومتی اہل کار اور بیرونی ممالک سے آنے والے وفود وہاں سلامی دیتے ہیں۔ یہ خاموش مجاہد یا نامعلوم سپاہی ہی اس قوم کی عظمت کی میراث سمجھے جاتے ہیں۔ یہی وہ افتخار اور اعزاز کی علامتیں ہیں جن پر قومیں فخر کرتی ہیں۔

کھانا پکانے کی ڈیوٹی ختم کر کے ایک شام چند نوجوان میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو مَیں نے یہی بات انہیں سمجھائی کہ ہمارا مقصدِ حیات صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔ کسی اجر، معاوضہ یا اعترافِ خدمت نہیں۔ مَیں نے انہیں کہا:

"تم جانتے ہو، امریکہ میں ضیافت اور لنگر کے ساتھ عزیزم ڈاکٹر صلاح الدین کا نام لازم و ملزوم ہے۔ وہ مجھے بے انتہا عزیز ہے۔ اس کی خدمات بے بدل اور بے نظیر ہیں۔ لیکن اگر اس سارے مجمع میں مجھے ایک شخص کو چننا ہو جو خاموشی، استقامت اور وفا کے ساتھ بے لوث خدمات بجائے چلا جاتا ہے تو وہ کریم داد کے پہلو میں سفید ٹوپی پہنے سائیں سابندہ ہے، جس کے نام تک سے لوگ واقف نہیں۔ جس نے کبھی کوئی تعریفی کلمہ یا شکریہ کے الفاظ اپنے حق میں نہ سنے ہوں گے۔ جسے کبھی کسی تمغہ یا اعزاز کے لیے نہیں چنا گیا۔ کسی تقریر کسی تحریر میں اس کا ذکر نہیں ہوا؛ مگر میں بیس سال سے دیکھ رہا ہوں کہ وہ اور اس جیسے کتنے لوگ ہر جلسے پر ہی نہیں، مسجد "بیت الرحمان" میں بھی ہر روز خاموشی سے مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کے لیے کمربستہ رہتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے نام اور کام عرش پر لکھے جاتے ہیں۔ یہ دنیاوی انعاموں اعزازوں سے بے نیاز اپنے کام میں مگن رہتے ہیں۔ انعام و

اکرام سے ماورا اپنی ہی دھن میں مست خدمت کیے چلے جاتے ہیں، کسی لالچ، طمع اور اجر کے بغیر ——— یہی وہ بے نام روشن کردار ہیں جو ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں، ہمارا سرمایۂ افتخار ہیں ——— میرے خلوص کی انتہائیں بھی ان کی عظمتوں کے ادراک اور ان کو سلام پہنچانے کی تاب نہیں رکھتیں۔

یہ وہ وجود ہیں جو گھسٹتے گھسٹتے دوسرے معززین کو جگہ دیتے دیتے جوتیوں میں پہنچ جاتے ہیں اور پھر خدا کے حضور اس مقام کو پا جاتے ہیں جو امامِ آخرالزمان علیہ السلام کے اس عاجز غلام کو حاصل ہوا:

"آؤ میاں، ہم تم ادھر اکٹھے کھانا کھاتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور عاجزانہ دعاؤں کی قبولیت کے نشان

ہمیشہ کی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس بار بھی ہماری کمزوریوں اور غلطیوں کی پردہ پوشی فرمائی اور ہماری حقیر کوششوں اور عاجزانہ دعاؤں کو قبول فرما کر اپنے انعاموں اور احسانوں سے نوازا اور امریکہ کا انہترواں جلسہ سالانہ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ تاہم بعض امور پر غور کرتے ہوئے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اس دفعہ خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت اور رحم کا سلوک ہوا ہے۔ ضیافت کے نظام میں کوئی بڑی تبدیلی تو نہیں تھی مگر ایک بار بھی کھانے میں کمی یا تاخیر کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ ہر جگہ سے یہی سننے میں آیا کہ کھانے کا معیار اور ذائقہ پہلے سے بہتر تھا۔ میرے خیال میں تو کوئی خاص فرق نہیں تھا، مگر جب میرے ایک بہت ہی عزیز دوست اور معزز ناقد، سعادت عبد اللہ نے جو عرصہ پینتیس سال سے خود بھی اس رضاکارانہ خدمت پر مامور ہے اور جس کی مثبت تنقید کے نشتر سے شاید ہی کوئی محفوظ رہا ہو، خاص طور پر لنگر آکر مجھے اور بعد میں صلاح الدین سے بھی کہا کہ اس دفعہ کھانے کا معیار پہلے سے بہت بہتر تھا تو مَیں سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ کیا ہمارے سامان اور نسخہ جات (recipes) میں کوئی فرق تھا یا پکانے کا طریق مختلف تھا۔ مَیں نے دوسرے دن کے اختتام پر خصوصیت سے اپنے اعلیٰ رکن، منصور سے جو اس دفعہ تمام کھانوں کے مصالحے تیار کر تا رہا تھا، پوچھا کہ کیا تم نے کوئی تبدیلی کی ہے۔ اس کا جواب تھا: "ہرگز نہیں۔" "مَیں نے کھانے کی تمام تراکیب اور نسخہ جات اس سے لکھوائے اور بعد ازاں صلاح الدین سے بھی تصدیق کی۔ یہ نسخہ جات اس مضمون کے آخر میں درج بھی ہیں۔

لطف کی بات ہے کہ اس بار میری اور صلاح الدین ہم دونوں کی دیگوں پر نگرانی بھی زیادہ نہیں تھی۔ ایک لحاظ سے سب کارکنوں کو آزاد چھوڑ دیا گیا تھا۔ اس کے باوجود معیار بہتر ہونے سے شاید قدرت یہی عندیہ دے رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری عاجزانہ کاوشوں کو قبول فرماتے ہوئے ہمیں ایسے جانشین عطا فرما دیئے ہیں جو ہم سے بہتر طور پر اس ذمہ داری کو سنبھالنے کے اہل ہیں۔ اور فی الواقعی اس سے بڑھ کر شکر و امتنان کا باعث اور کیا ہو سکتا ہے کہ جس سفر کو انتہائی نامساعد حالات میں ہم نے ربع صدی قبل شروع کیا تھا اسے احسن رنگ میں جاری رکھنے والے مددگار اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیئے ہیں۔ اور یہ تو ایک مسلمہ حقیقت ہے ؎

"اس سے بڑھ کر کیا خوشی ہو باپ کو استاد کو
بڑھتا خود سے دیکھ کر شاگرد کو اولاد کو"

انسانی تدابیر کی انتہا دعا

مَیں نے ساری زندگی میں جو کچھ سیکھا یا پایا ہے اس کا نچوڑ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اول اور آخر دعا ہی سب کچھ ہے۔ عملی طور پر انسان اللہ تعالیٰ کے مہیا کردہ وسائل کو حتی المقدور کام میں لا کر کوشش کرتا ہے؛ کیونکہ اس مالک کی منشا اور رضا یہی ہے۔ مگر جتنی چاہے کوششیں کر لی جائیں نتائج صرف اس کے حکم اور مرضی کے ماتحت ہی ہوتے ہیں۔ ایک ذرہ بھر ان وسائل اور کاوشوں پر بھروسا نہیں کیا جا سکتا۔ اور ہماری کاوشیں ہیں بھی کیا؟ کیا دعا سے بڑھ کر کوئی وسیلہ اور تدبیر ہو سکتے ہیں۔ مَیں تو یہی کہتا ہوں کہ انسانی تدابیر میں سب سے بڑی تدبیر بھی دعا ہے اور رب العزت کے عطا کردہ وسائل میں سب سے بڑا وسیلہ بھی دعا ہے۔ اول بھی دعا، آخر بھی دعا۔ درمیان میں جس کوشش اور تدبیر کی توفیق مل جائے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے۔ ان پر بھروسا یا انحصار ہرگز نہیں۔ توکل صرف مالکِ کون و مکان کے فضل و کرم پر ہونا چاہیے۔

اس سال جلسہ سالانہ پر لنگر کے جو بہتر نتائج نکلے، مجھے تو کچھ دکھائی نہیں دیتا کہ کوئی غیر معمولی اقدامات کیے گئے ہوں ——— ہاں انسانی تدبیر میں اگر کوئی اضافہ دکھائی دیتا ہے تو شاید وہ عاجزانہ دعائیں ہی تھیں جو امیر صاحب محترم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب نے ڈیوٹیوں کے آغاز میں بڑی عاجزی و

انکساری اور تضرع سے کروائیں اور جلسہ کے اختتام پر بھی ایک بہت ہی جذباتی اور رقت آمیز دعائیہ منظر دیکھنے میں آیا۔

تمام کھانا مقامِ ضیافت یا سروِنگ ایریا (serving area) میں بھجوانے کے بعد ہمارے رضاکار چولہے اکھاڑنے اور چیزیں سمیٹنے میں مصروف تھے کہ جماعت کا مقررہ فوٹوگرافر عزیزم کلیم بھٹی وہاں آگیا کہ تمام ورکرز کی گروپ فوٹو ہو جائے۔ عام طور پر ایسا موقع میسر نہیں آتا تھا لیکن اس دفعہ پچیس تیس کے قریب مختلف ڈیوٹیوں پر متعین رضاکار اکٹھے ہو گئے۔ گروپ فوٹو کے بعد اچانک صلاح الدین نے کہا کہ چند منٹ ٹھہریں وہ کچھ کہنا چاہتا ہے۔ یہ پہلی دفعہ ایک غیر متوقع واقعہ تھا۔ اس نے بڑے جذباتی رنگ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے بعد تمام خدمتگاروں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ اپنے گناہوں اور خطاؤں کی معافی مانگی اور حاضرین سے بھی التجا کی کہ اس کے رویے سے اگر کسی کو تکلیف پہنچی ہو تو اسے اور اس کے ساتھیوں کو معاف کیا جائے؛ کیونکہ ہمارا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مقدس مقصد لنگر خانہ کو لے کر آگے بڑھنا تھا۔ اس کے لیے ہم نے اپنی کمزوریوں کے باوجود جو کچھ ہم سے بن پڑا کیا۔ صلاح الدین نے یہ بھی عہد کیا کہ اس کی زندگی آخری سانس تک اس مقصد کی کامیاب تکمیل کے لیے حاضر ہے اور جب اس کی موت واقع ہو تو خدمت کرتے ہوئے وہ اس کی زندگی کا آخری جلسہ ہو۔

صلاح الدین کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور سب حاضرین بھی آبدیدہ تھے۔ اسی رقت آمیز منظر میں دعا کے ساتھ جلسہ سالانہ ۲۰۱۷ کے لنگر کا سفر اختتام پذیر ہوا ـــــــ اور شاید یہی عاجزانہ دعائیں اور التجائیں تھیں جنہیں ربِّ کریم نے قبول فرما کر ہم سب کو سرخرو فرمایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کی وفات پر

چند ہفتوں کی جدائی جیسے ان پر بار تھی
خلد میں وہ ہو گئے جا کر کھڑے بھائی کے ساتھ
تم نے قدسی کیا کہیں دیکھا ہے چھوٹے بھائی کا
اس قدر بھی پیار ہوتا ہے بڑے بھائی کے ساتھ

عبدالکریم قدسی

لنگر کھانوں کی تراکیب و نسخہ جات

آلو گوشت

(ا) پیاز: ۲۵ پاؤنڈ (۲) ٹماٹر: ۲۰ پاؤنڈ (۳) آلو: ۴۰ پاؤنڈ (۴) گوشت: ۸۵ پاؤنڈ

(ا): نمک ۴۰۰ گرام پہلی دفعہ (آخر میں چیک کر کے اضافہ کیا جا سکتا ہے) سرخ مرچ: ۲۰ آؤنس (Swad Hot Regular)۔ گارلک پاؤڈر: ۲۰ آؤنس۔ ہلدی: ۵ آؤنس۔

(ب): گرم مصالحہ

کالی مرچ: ۱۰ آؤنس۔ سفید زیرہ: ۱۶ آؤنس۔ بڑی الائچی: ۱۰ آؤنس۔ سفید الائچی: ۵ آؤنس۔ دار چینی ثابت: ۵ آؤنس۔ (گرم مصالحہ کے تازہ اجزا لے کر اسی وقت گرائنڈ کیا جائے اور کھانا تیار ہونے پر آخر میں ڈالا جائے)۔

ادرک تازہ: ۴ پاؤنڈ (پیسٹ بنا لیا جائے)

ترکیب: کُکنگ آئل یعنی کھانا پکانے میں استعمال کے لئے تیل۔ (Preferably Canola Oil) کے بڑے کنستر کے ۳/۱ حصہ میں تازہ کٹے ہوئے پیاز ڈال کر اچھی طرح بھونا جائے۔ جب وہ تقریباً ڈارک براؤن ہو جائیں (پلاؤ کے پیازوں کی طرح بالکل کالے ہونے کے قریب نہ ہوں ——— اس سے تھوڑا پہلے) ٹماٹر پیسٹ اور (ا) والے پاؤڈر کے ڈبہ کو پیازوں کے ساتھ ملا کر بھونا شروع کر دیا جائے یہاں تک کہ وہ نہایت گہرے رنگ کے مصالحہ کا پیسٹ بن جائے جس میں پیاز اور ٹماٹر مکمل طور پر مکس ہو کر اپنی علیٰحدہ علیٰحدہ شناخت کھو دیں۔ (اگر مصالحہ کچا رہ گیا تو وہ کھانے میں نظر آتا رہے گا اور ذائقہ بھی اعلیٰ نہیں ہو گا)۔ اب دیگ میں گوشت ڈال کر اسے بھونا شروع کیا جائے۔ گوشت اپنا پانی خود چھوڑے گا۔ کوشش یہی کرنی چاہیے کہ اس میں زیادہ اضافی پانی نہ ڈالا جائے۔ گوشت کے آدھا تیار ہو جانے پر ۴ پاؤنڈ تازہ پسا ہوا ادرک ڈال دیا جائے۔ جب گوشت ۷۵ تا ۸۵ فی صد (گوشت کے نرم یا سخت ہونے پر منحصر ہے) گل جائے تو اس میں آلو اور پانی ڈال کر پکنے دیا جائے۔ آلو کے ۷۰ فی صد تیار ہونے پر چولہا بند کر دینا چاہیے، ورنہ دیگ کی گرمی میں وہ بالکل ملیدہ ہو جائیں گے۔ یہ دیگ اندازاً ۱۵۰۰ افراد کے لیے کافی ہو گی۔

مرغ: ۷۵ پاؤنڈ چکن کو اتنے ہی تیار شدہ مصالحے میں پکایا جا سکتا ہے۔ یہ احتیاط ضروری ہے کہ جب تک وہ پوری طرح بھن نہ جائے اس میں پانی ہرگز نہ ڈالا جائے۔ یہ دیگ ۴۰۰ افراد کے لیے کافی ہو سکتی ہے۔

لنگر دال: چنا دال: ۲۱ پاؤنڈ۔ دال ماش (ثابت چھلکے والی): ۳۵ پاؤنڈ۔ دال مسور: ۱۴ پاؤنڈ (یہ مقدار سات سات پاؤنڈ کے پیکٹ کے لحاظ سے بنائی گئی ہے)۔ شروع میں تھوڑا آئل اور نمک ڈال لیا جائے۔ مصالحوں میں صرف مرچ، ہلدی اور گارلک پاؤڈر کافی ہیں۔ آخر میں ۲ لیٹر آئل میں ۸ پاؤنڈ پیاز اور ۸ آؤنس زیرہ کا تڑکہ اور گرم مصالحے کا اضافہ اسے مزیدار بنا دیتا ہے۔ اگر چنے کی دال رات بھر بھیگی ہو تو تمام دالیں اکٹھی ڈالی جا سکتی ہیں ورنہ بہتر صورت یہی ہے کہ چنے کی دال کو پہلے ادھ پکا کر لیا جائے، پھر دوسری دالیں ملائی جائیں۔

سادہ مسور (پیلی) دال: ۸۰ پاؤنڈ کے لیے تقریباً تین گنا پانی کی ضرورت ہو گی۔ مصالحہ، تڑکا اور گرم مصالحہ لنگر دال والا چلایا جا سکتا ہے۔

پاکستان میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینا اور فرمودۂ قرآن کریم

پروفیسر محمد سلطان اکبر

(مضمون نگار نے اپنے نکتہِ نظر کے مطابق موجودہ حالات کی قرآنی آیات کی رو سے وضاحت کی ہے)

قرآن کریم تو علوم و معارف کا ایک عظیم سمندر ہے۔
وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُہٗ وَ مَا نُنَزِّلُہٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (سورۃ الحجر : ۲۲)
اور تا قیامت اس کے معارف کھلتے چلے جائیں گے۔ تو اس زمانہ میں جب آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کو قرآنی ارشاد هو الذی ارسل رسوله بالهدٰی و دین الحق لیظهرهٗ علی الدین کله (سورۃالصف : ۱۰) کے مطابق بطور مسیح موعود و مہدی معہود اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تاکہ وہ آنحضرت ﷺ کی اتباع اور آپ ہی کے فیض سے دین اسلام کو سب ادیان باطلہ پر دلائل اور براہین سے غالب کر دے تو اکثر لوگوں نے ان کا انکار کیا اور شدید مخالفت کی حتّٰی کہ پاکستان کی حکومت نے ۱۹۷۴ء میں باقاعدہ قانونی طور پر احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تو لازمی بات تھی کہ ضرور اس عظیم سانحہ کا قرآن کریم میں بھی ذکر ہوتا۔ چنانچہ سورۃ القلم کے دوسرے رکوع میں اس کا واضح ذکر ہے۔
چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :
۱۔ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ کَالْمُجْرِمِیْنَ۔ (سورۃ القلم:۳۶)
ترجمہ: کیا ہم حقیقی مسلمانوں کو مجرموں کی طرح قرار دیں؟
تشریح: کیا ہم ”اَلمسلمین“ (”اَل“ یعنی خاص مسلمانوں جو کہ تہتر فرقوں اسلامی فرقوں میں سے واحد جنتی فرقہ ہو گا) کو نہ صرف غیر مسلم بلکہ ”مجرم“ قرار دیں۔ اس میں پاکستانی قانون 298C کی طرف واضح اشارہ ہے کہ جو احمدی اپنے آپ کو مسلمان کہے گا اسے تین سال بطور مجرم جیل بھیج دیا جائے گا۔

۲۔مَا لَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْن ۔ (سورۃ الصّٰٓفّٰت: ۱۵۵)
ترجمہ: تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟
تشریح: کہ تمہیں احساس نہیں ہوتا کہ احمدی جن کا وہی کلمہ، وہی کعبہ، وہی قرآن، وہی سب اسلامی عقائد اور اسلام اور آنحضرت ﷺ کے سچے خادم اور عاشق ہیں تم انہی کو غیر مسلم اور مجرم قرار دے رہے ہو۔
۳۔ اَمْ لَکُمْ کِتٰبٌ فِیْہِ تَدْرُسُوْنَ ۔ اِنَّ لَکُمْ فِیْہِ لَمَا تَخَیَّرُوْنَ۔ (سورۃ القلم:۳۸۔۳۹)
ترجمہ: کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو کہ اس میں یہ (لکھا ہوا) ہے کہ تم کو اختیار ہے جو چاہو کرو۔
تشریح: اے پاکستانی گورنمنٹ اور اے مولویو! کیا قرآن یا حدیث میں سے کوئی تمہارے حق میں ثبوت ہے؟ کہ تم جو چاہو کرتے پھرو۔ جس کو چاہو غیر مسلم قرار دے دو۔
۴۔ اَمْ لَکُمْ اَیْمَانٌ عَلَیْنَا بَالِغَۃٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ۙ اِنَّ لَکُمْ لَمَا تَحْکُمُوْنَ۔(سورۃ القلم:۴۰)
ترجمہ: کیا تمہارے حق میں ہم پر کوئی قسمیں ہیں جو ہمیں قیامت تک پابند کرتی ہیں کہ تمہیں پورا اختیار ہے جو چاہو فیصلہ کرو۔
تشریح: کہ اے پاکستانی حکومت! اے پاکستانی مولویو! کیا اللہ تعالیٰ نے قسمیہ طور پر اپنے آپ کو پابند کیا ہوا ہے کہ چودھویں صدی کے مولویوں کو پورا اختیار ہے کہ جو مرضی ہو فیصلے اور فتوے دیتے رہیں۔
۵۔ سَلْھُمْ اَیُّھُمْ بِذٰلِکَ زَعِیْمٌ۔۔(سورۃ القلم:۴۱)
ترجمہ: تو ان سے پوچھ کہ اس بات (غیر مسلم قرار دینے کا) ان میں سے ذمہ دار کون تھا؟
تشریح: اس میں مسٹر بھٹو صدر پاکستان کی طرف واضح اشارہ ہے کہ اس کا کیا حشر ہوا؟ وہ پھانسی پا گیا۔ بینظیر اس کی بیٹی (جو کہ وزیر اعظم تھی) کو اور بھٹو کے دو بیٹوں کو قتل کر دیا گیا اور ان کے قاتل آج تک نہیں پکڑے گئے۔ گویا کہ ساری بھٹو فیملی کا غیر طبعی موتوں سے خاتمہ کر دیا گیا۔ یہ واضح ثبوت ہے کہ اللہ کی غیرت نے سچے مسلمان احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے باعث یہ عذاب ان پر وارد کر دیا۔
۶۔ اَمْ لَھُمْ شُرَکَآءُ فَلْیَاْتُوْا بِشُرَکَآئِھِمْ اِنْ کَانُوْا صٰدِقِیْنَ ۔(سورۃ القلم:۴۲)
ترجمہ: کیا (ان علماء) کے حق میں (اس جرم میں) شریک کوئی اور بھی تھے تو ان (شریک جرم) اپنے حکمرانوں کو ذرا پیش تو کرو (کہ ان کا کیا حشر ہوا) اگر وہ (اس فتویٰ دینے میں) سچے ہیں۔

تشریح: یہ صاف اشارہ جنرل ضیاء الحق اور شاہ فیصل کی طرف ہے کہ مسٹر بھٹو کے بعد جنرل ضیاء الحق نے احمدیوں پر مزید پابندیاں عائد کر دیں تو وہ اپنے طیارہ میں جل کر اپنے جرنیلوں کے ہمراہ راکھ ہو گیا۔ پھر شاہ فیصل کو اس کے بھتیجے نے عین خانہ کعبہ کے پاس جبکہ غسل دیا جارہا تھا قتل کر دیا کہ شاہ فیصل بھی اس جرم میں شریک تھا۔ اس نے احمدیوں کے حج کرنے پر پابندی لگا دی تھی۔

۷۔ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَ يُدْعَوْنَ اَلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۔(سورة القلم:۴۳)

ترجمہ: جس دن سخت گھبراہٹ کا سامنا ہوگا۔ (یا احمدیوں کے خلاف اس غلط قانون کی حقیقت واضح ہو جائے گی) اور وہ مجرم سجدہ کرنے کی طرف بلائے جائیں گے لیکن طاقت نہیں رکھتے ہوں گے۔

تشریح: یہ مسٹر بھٹو، جنرل ضیاء الحق اور شاہ فیصل کے متعلق اس دنیا کی سزا کے بعد اگلے جہان کا ذکر ہے جب وہاں اس "قانون" کی حقیقت کھل جائے گی اور ان کا وہاں اگلے جہان میں ضمیر چاہے گا کہ کاش وہ خدا تعالیٰ کے مبعوث کردہ مسیح موعود کی اطاعت قبول کر لیتے جبکہ وہ دنیا میں صحیح سلامت تھے لیکن اب وہ ایسا نہ کر سکیں گے۔ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ گویا وہ دنیا اور اگلے جہان دونوں میں ناکام و نامراد رہیں گے۔

اس آیت سے اگلی آیت میں ان کے بعد آنے والی مخالف احمدیت حکومتوں کو انتباہ یعنی وارننگ (warning) ہے۔ جیسے موجودہ نواز شریف اور اس کے بھائی شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب وغیرہ کی حکومت ہے کہ وہ لاہور میں دو احمدیہ مساجد میں ۸۶ بے گناہ احمدیوں کے شہید ہونے کے ذمہ دار ہیں، نیز احمدیوں کا پریس وغیرہ اور اخبار "الفضل" وغیرہ اور بے گناہ احمدیوں کو جیلوں میں ڈالنے کی طرف اشارہ ہے۔

۸۔ فَذَرْنِيْ وَ مَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَ الْحَدِيْثِ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔(سورة القلم:۴۵)

ترجمہ : پس تو مجھے اور اسے جو اس بیان کو جھٹلاتا ہے چھوڑ دے کہ ہم انہیں بتدریج اس طرح پکڑ لیں گے کہ انہیں کچھ پتہ یا علم نہیں ہو سکے گا۔

تشریح: کہ جب وہ احمدیت کے مخالف پاکستانی حکمرانوں کو یوں پکڑ لیں گے کہ انہیں رفتہ رفتہ پکڑنے کا علم ہی نہ ہو سکے گا۔

۹۔ وَ اُمْلِيْ لَهُمْ ط اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۔(سورة القلم:۴۶)

ترجمہ: میں انہیں ڈھیل دیتا ہوں۔ میری تدبیر یقیناً بہت مضبوط ہے۔

تشریح: خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں انہیں مہلت دیتا جاؤں گا تا کہ وہ اپنی اصلاح کر لیں ورنہ میری تدبیر بڑی مضبوط اور محکم ہے۔ یہ بھی موجودہ نواز شریف وغیرہ کی حکومت کو آخری وارننگ ہے ورنہ میری پکڑ ضرور آئے گی۔

ان آیات کے بعد اگلی آیات میں یہ اشارہ ہے کہ جیسے قوم یونس ایمان لانے سے عذاب سے بچ گئی تھی ہو سکتا ہے کہ بعض کثیر تعداد پاکستانی بھی جن کو مُلّاؤں کی طرف سے یک طرفہ احمدیوں کے خلاف غلط باتیں بتائی گئی ہوں جبکہ ہماری زبان پر پابندی ہے تو وہ لوگ کثرت سے ہمارے صحیح عقائد سن کر احمدی ہو جائیں۔ تو تم اے خلیفہ وقت! تو حضرت یونس علیہ السلام کی طرح پریشان نہ ہو جانا کہ یہ پاکستانی کیوں عذاب سے محفوظ رہے؟ کیونکہ وہ احمدی ہو جائیں گے۔ نوٹ:۔ مجھے اس مضمون کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے مندرجہ ذیل اشعار سے یہ اشارہ ملا ہے۔

دیر اگر ہو تو اندھیر ہرگز نہیں، قول املی لھم ان کیدی متین
سنت اللہ ہے ، لاجرم بالیقین ، بات ایسی نہیں جو بدل جائے گی

وَ اٰخِرُ دَعْوَنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اعلانات

براہ کرم اپنے مضامین ٹائپ فرما کر بذریعہ ای میل بھیجیں۔ مضمون پر نام کے ساتھ شہر اور ریاست کا نام بھی لکھیں۔ ای میل میں اپنا فون نمبر درج فرمائیں تا کہ ضرورت پڑنے پر آپ سے رابطہ کیا جاسکے۔ آپ اپنے مضمون کے ساتھ اپنا مختصر تعارف اور مضمون سے متعلقہ تصویریں بھی بھیج سکتے ہیں۔ اصلاح یا مناسب کانٹ چھانٹ مدیران کی اہم ذمہ داری ہے۔ اگر آپ چھپنے سے پہلے اپنا مضمون دیکھنا چاہتے ہیں تو پہلے سے مطلع فرمائیں۔ سکولوں میں عربی اور فارسی کی تعلیم روز بروز کم ہوتی جارہی ہے، اس لئے اپنی تحریر میں براہِ کرم عربی اور فارسی حصوں پر اعراب لگائیں تا کہ پڑھنے والے ان حصوں کو درستگی سے پڑھ سکیں اور سمجھ سکیں۔ آیات، احادیث اور عربی عبارتوں کو عربی رسم الخط (نسخ) میں تحریر فرمائیں، تا کہ قارئین ان کو آسانی سے پڑھ اور سمجھ سکیں۔ نستعلیق رسم الخط میں لکھی ہوئی عربی عبارتوں کے پڑھنے میں مشکل پیش آتی ہے۔

ہم سا وحشی کوئی جنگل کے درندوں میں نہیں

امام سید شمشاد احمد ناصر، ڈیٹرائٹ امریکہ

وہ لوگ جو محب وطن پاکستانی دیارِ غیر میں رہتے ہیں اپنے وطن، ملک عزیز "اسلامی جمہوریہ پاکستان" کی دن بدن گرتی حالت کو دیکھ کر خون کے آنسو روتے ہیں۔ جس سے بھی بات ہوتی ہے، پاکستان کے حالات سے پریشان نظر آتا ہے اور اپنی محفلوں میں، میٹنگز میں پاکستان کے حالات پر تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ کیا صرف "تشویش" کے اظہار سے ہی حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔ عملی قدم کیا اٹھایا جاتا ہے؟

میں کوئی سیاسی آدمی نہیں۔ البتہ اپنے وطن سے محبت ہے، اس کی ترقی کے لئے دعا کرتا ہوں اور بہت سارے ایسے ہیں جو ایسا کرتے ہیں۔ ان کے اختیار میں کچھ نہیں۔ لیکن دعائیں کارگر نہیں ہوتیں جب تک وہاں کے لوگ اپنے خیالات کو نہ بدلیں۔ جب انسان اپنی سوچ میں تبدیلی لاتا ہے تب حالات بدلتے ہیں۔ آج صبح کی خبر نے تو دل ہی دہلا کر رکھ دیا۔ اگرچہ ایسی خبریں متعدد مرتبہ پہلے بھی آچکی تھیں اور ہر خبر پر ایسا ہی ہوتا ہے لیکن کیا کیا جا سکتا ہے۔ پہلے تو دیکھا کہ پاکستانی TV کا ہر چینل وہی خبر دے رہا ہے، جب بی بی سی اردو میں دیکھا تو ایک شہ سرخی نے میری نظر کو گرفت میں لے لیا۔ بی بی سی ۱۰ جنوری کی خبروں میں یہ خبر تھی کہ

"ہم سا وحشی کوئی جنگل کے درندوں میں نہیں"

"دس جنوری کی صبح سوشل میڈیا پر مقبول ترین ٹرینڈ میں ایک کم سن بچی کی تصاویر گردش کرتی نظر آئیں جن میں ایک طرف چمکدار ہری آنکھوں کے ساتھ مسکراتی ہوئی زینب ہے تو دوسرے میں کچرے کے ڈھیر میں پڑی اس کی بے جان لاش۔" خبر میں مزید لکھا ہے کہ "صوبہ پنجاب کے شہر قصور میں ۸ سالہ بچی کے ریپ اور پھر قتل پر جہاں شہر بھر کے لوگوں میں شدید غصہ پایا جاتا ہے وہیں "جسٹس فار زینب" (زینب کے لئے انصاف) کے نام کے ہیش ٹیگ بھی پاکستان میں ٹاپ ٹرینڈ ہے۔

اس خبر پر بہت سارے لوگوں نے مذمت اور غم و غصہ کا اظہار کیا ہے اور ایک ٹوئٹر صارف ریاض الحق نے اپنے جذبات کے اظہار کے لئے ایک شعر کا انتخاب کیا ہے۔

ہم جو انسانوں کی تہذیب لئے پھرتے ہیں

ہم سا وحشی کوئی جنگل کے درندوں میں نہیں

یہ سات سالہ بچی زینب جمعرات سے لاپتہ تھی اور ان کی جنسی زیادتی کا شکار لاش منگل کو کچرے کے ڈھیر سے ملی تھی۔ اللہ تعالیٰ بچی اور اس کے والدین اور لواحقین پر رحم فرمائے۔ آمین

اب تک کی تحریر لکھنے تک آپ کو شاید احساس نہ ہو کہ میرے قلم نے کتنی مرتبہ یہ بات لکھنے ہی میں جنبش کھائی اور میرے دل کی کیا حالت ہے۔ اور یہی حالت میں سمجھتا ہوں ہر پڑھنے والے اور جسے جسے بھی اس خبر کا پتہ چلا ہے 'ہوئی ہو گی۔

اس واقعے پر سب سے پہلے تو ہم اناللہ واناالیہ راجعون پڑھتے ہیں اور صبر کا دامن تھامے رکھنے کی ہی تلقین کرتے ہیں، اس کے بعد ہم کو یہ دیکھنا چاہئے کہ آیا یہ ایک ہی واقعہ ہوا ہے۔ یا اس سے قبل بھی ایسے واقعات ہو چکے ہیں۔ اور اس پر کیا قدم اٹھایا گیا؟ ایسے وحشی درندوں نے تو قبرستان میں عورت کی قبر اکھیڑ کر اس سے بھی زنا کر لیا تھا۔ معاذ اللہ۔ معاذ اللہ

ایسے واقعات کی ہر جگہ، ہر ملک میں مذمت ہوتی ہے اور ہونی چاہئے لیکن اسمبلیوں میں بیٹھ کر، دھرنوں میں تقاریر کر کے ارباب حل و اقتدار کے گلے پھٹ جاتے ہیں کہ ہم "اسلامی جمہوریہ پاکستان" میں رہتے ہیں، اس کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے، پاکستان کا مطلب لا الٰہ الا اللہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لیکن کیا صرف ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھنے سے وہ اسلامی بن جائے گا۔ کیا پاسداران ختم نبوت کی مہر لگا کر ہی سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ آخر ان امور کا ذمہ دار کون ہے؟

چند دن ہی پہلے پاکستانی چینل پر ایک پروگرام سن رہا تھا جس میں پروگرام کرنے والی خاتون نے اپنے پینل کے مہمان سے سوال کیا کہ ملک میں مذہبی جماعتوں کا کیا کردار ہے۔ اور یہ لوگ سیاست میں کہاں تک حصہ لیتے اور اپنے

منشور کے مطابق کام کرتے ہیں۔"

جواب دینے والے نے کہا کہ میں تو انہیں مذہبی جماعتیں ہی نہیں سمجھتا نہ مانتا ہوں۔ اور نہ ان کا کوئی عمل مذہب سے مطابقت رکھتا ہے، مذہب تو اخلاق کا درس دیتا ہے اور جتنی بے راہ روی ان مذہبی جماعتوں سے سرزد ہوتی ہے کسی دوسرے سے اتنی نہیں ہوتی۔

پاکستان کے جو آجکل حالات ہیں ان حالات کا کون ذمہ دار ہے؟؟ کیا اس بات پر کبھی کسی نے غور کیا۔

"جب پیاز اگانے والے کرسی پر جا بیٹھیں تو پیاز نے مہنگا ہونا ہی ہے۔" ریڈیو پاکستان لاہور سے پنجابی دربار ایک پروگرام چلتا تھا بڑا مقبول تھا اس میں کسی نے سوال کیا کہ آجکل ملک میں پیاز مہنگے ہوگئے ہیں، تو اس کا جواب دیا گیا کہ جب پیاز اگانے والے کرسیوں پر جا بیٹھیں تو پھر پیاز تو نہیں ملیں گے۔ یہ شاید کسی کے لئے تفنن طبع ہو، لیکن ہے حقیقت۔

جن لوگوں نے معاشرے میں اخلاق سکھانا تھا وہ سیاست میں چلے جائیں تو پھر اخلاق محمدی گم ہو جائیں گے۔ اندھیرے میں چلے جائیں گے، اخلاق محمدی اپنے عمل سے ظاہر کرنا ہوتے ہیں پھر ایسے اخلاق جب تقویٰ کی مشعل سے منور ہو جائیں تو دوسروں کو روشنی بخشتے ہیں۔ یہ پکی بات ہے اور جو اس کے برعکس ہو گا اس کا حال وہی ہو گا جو اس وقت وطن عزیز کا حال ہے۔

رسول خدا حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ نے آخری زمانے کے فتنوں میں سے ایک فتنہ انہی علماء کے بارے میں فرمایا ہے۔ حضرت خاتم الانبیاء کی "ختم نبوت" پر تو جان دینے کو تیار ہیں لیکن خاتم النبیینؑ کے اخلاق اپنانے کو کوئی بھی تیار نہیں۔ کیوں ان احادیث کا چرچا نہیں کیا جاتا جو حضرت خاتم الانبیاء نے بیان فرمائی ہیں اور جن کی صداقت میں کوئی شبہ تک نہیں ہے۔ ان احادیث کا متن ببانگ دہل آنحضرت ﷺ کی صداقت کا اعلان کر رہا ہے۔

اسد الغابہ میں یہ حدیث حضرت ثعلبہ بہرانیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛

عنقریب دنیا سے علم چھین لیا جائے گا یہاں تک کہ علم و ہدایت اور عقل و فہم کی کوئی بات انہیں سجھائی نہ دے گی، صحابہؓ نے عرض کیا، حضورؐ علم کس طرح ختم ہو جائے گا جب کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہم میں موجود ہے اور ہم اسے آگے اپنی اولادوں کو پڑھائیں گے، اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کیا تورات اور انجیل یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس موجود نہیں وہ انہیں کیا فائدہ پہنچا رہی ہے۔ (اسد الغابہ زیر لفظ ثعلبۃ البہرانی)

اس سے مراد ہمارے پیارے آقا آنحضرت ﷺ کی یہ ہے کہ ان کے پاس یعنی اسلامی جمہوریہ پاکستان کی مذہبی جماعتوں اور عوام الناس اور پارلیمنٹ کے لوگوں کے پاس قرآن تو ہو گا مگر قرآن کی تعلیم سے وہ بے بہرہ ہوں گے بلکہ یوں کہنا چاہئے ان میں سے اکثر پارلیمنٹ ممبران تو ایسے بھی ہیں جنہیں سورۃ الاخلاص، سورۃ الکوثر اور دیگر چھوٹی چھوٹی سورتیں بھی صحیح طور پر پڑھنا نہیں آتیں۔ مگر یہ سب لوگ دوسروں کے ایمان کا فیصلہ کرتے ہیں کہ کون مسلمان ہے، کون نہیں، کون جنتی ہے، کون جہنمی ہے۔ اگر ایک فرقہ کے لوگ کسی دوسرے فرقہ کے لوگوں کے پیچھے نماز جنازہ ہی پڑھ لیں تو ان سب کے نکاح ٹوٹ جاتے ہیں۔ ہندوستان کے ایک گاؤں میں ایسا ہی واقعہ ہوا ہے۔

یہ بھی بڑی مضحکہ خیز بات ہے کہ جب ایک مسلک کے لوگوں کے خلاف کوئی واقعہ ہو جائے تو سب سے پہلے اس کے نزدیک دوسرے لوگوں کا (جو متاثر ہوتے ہیں) نکاح ٹوٹتا ہے۔ اس کا سب سے بڑا اثر نکاح پر ہی ہوتا ہے۔ آدمی نے باہر کوئی غلط کام کیا گھر بیٹھی بیچاری عورت کو جسے علم بھی نہیں، اس کا بیٹھے بٹھائے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ علمی قابلیت ہے مذہب کے ٹھیکیداروں کی۔ تو بتائیں کہ کیا رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کی صداقت میں جو اوپر بیان ہو چکی ہے کوئی شک رہ جاتا ہے۔

مشکوۃ کتاب العلم کی ایک حدیث بڑی مشہور ہے اور کئی مرتبہ بیان بھی ہو چکی ہے کہ "علماؤهم شر من تحت اديم السماء" ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ کیا اس حدیث کی صداقت میں بھی کسی کو شک ہے۔ تمام فتنے انہی سے اس وقت وطن عزیز میں پھوٹ رہے ہیں۔

کنز العمال کی ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میری امت پر ایک زمانہ اضطراب اور انتشار کا آئے گا لوگ اپنے علماء کے پاس راہنمائی کی امید سے جائیں گے تو وہ انہیں بندروں اور سؤروں کی طرح پائیں

گے۔ یعنی ان علماء کا اپنا کردار انتہائی خراب اور قابل شرم ہوگا۔

بخاری کتاب الاعتصام والسنہ میں یہ حدیث بھی آتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”تم لوگ اپنے سے پہلی اقوام کے طور طریقوں کی اس طرح پیروی کرو گے کہ سر مو فرق نہ ہوگا۔۔۔ یہاں تک کہ اگر بالفرض وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے تو تم بھی گوہ کے سوراخ میں داخل ہونے کی کوشش کروگے ہم نے عرض کیا، حضور! آپ کی مراد یہود و نصاریٰ سے ہے آپ ﷺ نے فرمایا اور کس سے؟ یعنی مسلمان یہود و نصاریٰ کی طرح بے غیرت اور اخلاقی اقدار سے دور ہو جائیں گے۔“ (ریاض الصالحین احادیث ۹۱۲-۱۳-۱۴-۱۷)

ان احادیث کے مضامین سے اب کون انکار کر سکتا ہے۔ ان مضامین کی پوری تصویر کی پاکستانی معاشرے میں جھلک نظر آ رہی ہے۔ اور جو لوگ معصوم ہیں، جو ان باتوں کو کراہت سے دیکھتے ہیں وہ اپنے اندر گونگی شرافت رکھے ہوئے ہیں، یا پھر ان کی کوئی سنتا ہی نہیں ہے۔

مسلمانوں کی حالت اس وقت ناگفتہ بہ ہے۔ ۵۰ سے زائد اسلامی ممالک ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن اعمال کے لحاظ سے ایسے ہیں کہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ قیامت کے دن ان سے بیزاری کا اظہار کریں گے۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن میرے کچھ لوگوں کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا تو میں کہوں گا یا اللہ یہ مسلمان تھے، میری امت میں سے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملے گا۔ اے محمدؐ تمہیں نہیں معلوم انہوں نے تمہارے بعد دین میں کیا کیا بدعتیں داخل کر لی تھیں اور اپنا ہی ایک الگ دین بنا لیا تھا۔ پاکستان میں ایسے لوگوں کی بہتات ہے۔ کاش میں اس مضمون کے ساتھ وہ ساری ویڈیو کلپ دے سکتا جو مجھے ملی ہیں۔

ایک ویڈیو میں ایک جگہ جلسہ ہو رہا ہے اور داڑھی والے لوگ جنہوں نے سر پر پگڑیاں باندھی ہوئی ہیں سفید قمیص و شلوار میں ملبوس خیموں کے بانسوں پر اس طرح پھدکتے پھر رہے ہیں جیسا کہ بندر ایک درخت سے دوسرے درخت پر اور وہ اس حال میں مست ہیں۔ ایسے لگتا ہے کہ کچھ لوگ تقریر سن رہے ہیں اور کچھ بندروں کی طرح ٹینٹ کے بانسوں پر چڑھ رہے ہیں اتر رہے ہیں چھلانگیں لگا رہے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

ایک اور ویڈیو کلپ میں ایک عرب مسلمان کو دکھایا گیا ہے جو مسلمانوں کی بدعتوں کے بارے میں بتا کر تصاویر دکھا رہا ہے جن میں ایک عرس کے موقع پر قرآن کی تلاوت کی جا رہی ہے۔ اور پیسے نچھاور کئے جا رہے ہیں۔ گویا پیسوں کے لئے قرآن پڑھا جا رہا ہے۔ اس میں پھر دکھایا کہ ایک مزار کے ارد گرد لوگ اس طرح ہی چکر لگا رہے ہیں جس طرح خانہ کعبہ کا طواف کیا جاتا ہے یہ ایک اور جگہ ایک مسجد میں مسلمان اکٹھے ہو کر بندروں کی طرح اچھل رہے ہیں، ڈانس کر رہے ہیں اور یہ ان کی عبادت ہے، پھر ایک اور مسجد میں ایک مولوی سفید کپڑوں میں اچھل رہا ہے جبکہ دوسرے لوگ اس کے ارد گرد گھیرا بنا کر کھڑے ہیں، ایک اور جگہ مردہ کی قبر پر دعائیں مانگ رہے ہیں ایک اور جگہ لوگ ایک شخص کو سجدہ کر رہے ہیں اور میوزک چل رہا ہے۔

کیا یہ اسلام ہے؟ یا اسلام کی وہ تصویر پیش کی جا رہی ہے جو آنحضرت ﷺ نے اپنے عمل سے پیش کی تھی۔ دل یہی کہے گا کہ ہرگز نہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک

پس جن کی ذمہ داری تھی، انہوں نے ذمہ داری ادا نہیں کی۔ اور وہ خدا کے حضور جوابدہ ہوں گے۔

آخری بات کہہ کر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں جو کم سن زینب کے ساتھ ریپ اور اس کی لاش کو مسخ کر کے پھینک دیا گیا تھا شروع کی تھی کہ ”لوگوں میں خوفِ خدا نہیں رہا“ جب خدا کا خوف دل سے نکل جائے تو دل سخت ہو جاتے ہیں، پھر ان کا ہر عمل فسق و فجور کی انتہاء کو پہنچ جاتا ہے۔ پس آپ کچھ کر لیں۔ جب تک دلوں میں خوف خدا نہ ہوگا پاکستان کی نہ ہی تقدیر بدلی جا سکتی ہے اور نہ ہی حالات!

پاکستان میں اگر کچھ فکر ہے تو سیاسی لوگوں کو اپنی کرسی بچانے کی، مذہبی لوگوں کو ختم نبوت کی حفاظت کی اور ان کاموں کی حفاظت کے لئے کرپشن، جھوٹ، بے ایمانی، دھوکہ بازی، ملاوٹ، بے غیرتی، بے حیائی، لوٹ کھسوٹ، چور بازاری کر کے حفاظت کی جا رہی ہے۔ آج اگر پاکستان کے حالات بدلنے ہیں تو مذہبی لوگوں کو سیاسی کرسیوں سے الگ کر دیں۔ یہ مولویت کو ختم کر کے ہی ایسا ہو سکتا ہے، جن سیاسی لیڈروں پر ان کا غلبہ ہوگا وہاں کسی کی کچھ پیش نہ

جائے گی۔ اور یہ لوگ ایسی درندگی اور وحشت میں مزید بڑھیں گے اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ واحد علاج خدا کا خوف اور حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی تعلیمات پر عمل ہے۔ اگر یہ نہیں تو صرف نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھنے سے کچھ نہ ہو گا۔ حالات کی تبدیلی ایسے نہیں آئے گی۔ یہ خدا کا "مسیحا" ہی تبدیلی لا سکتا ہے اور جب تک اس کی طرف توجہ نہ ہو گی ہر بات الٹا ہی نتیجہ پیدا کرے گی۔ آپؑ نے فرمایا:

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے

ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

(درثمین)

جماعت احمدیہ کے ایک قدیم اور مخلص خادم کی وفات

محمد اجمل شاہدؔ۔ سابق امیر و مشنری نائیجیریا۔ مغربی افریقہ

یہ خبر بہت افسوسناک ہے کہ جماعت احمدیہ، امریکہ کے ایک قدیم اور نہایت ہی مخلص کارکن مکرم عنایت اللہ خان صاحب ابن حضرت ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب آف کوئٹہ مورخہ ۱۳ جنوری ۲۰۱۸ء بروز ہفتہ تقریباً ۸۹ سال کی عمر میں لاس اینجلس میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی نماز جنازہ ۱۵ جنوری ۲۰۱۸ء بعد نماز ظہر مولانا ارشاد احمد صاحب ملہی نے پڑھائی جس میں جماعت کے احباب کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ آپ کی تدفین اس جماعت کے قطعہ موصیان میں عمل میں آئی۔

مکرم خان صاحب مرحوم ۱۹۷۸ء میں لاس اینجلس میں آئے۔ تقریباً اسی وقت اس جگہ ایک چھوٹی جماعت قائم ہوئی جس کے پریذیڈنٹ یہاں کے ایک مخلص دوست مکرم رحمت جمال صاحب مرحوم تھے اور آپ اس کے جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے۔ اسی طرح آپ کچھ عرصہ ناظم انصار اللہ بھی رہے۔ اس دَور میں تمام مرکزی مبلغین بشمول سید محمود احمد صاحب ناصرؔ جن کا تقرر یہاں ہوا آپ ان کے ممد و معاون اور دست راست رہے۔ اسی طرح یہاں چینو کے علاقہ میں پہلی تعمیر ہونے والی مسجد کے مؤسسین اور فعّال افراد میں سے تھے۔

مکرم خان صاحب کو یہ اعزاز بھی حاصل تھا کہ آپ تعلیم الاسلام کالج قادیان کی ابتدائی کلاس میں داخل ہوئے اس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے شاگرد ہوئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ہم جماعت۔ اسی بے تکلفی کی وجہ سے حضورؒ ان کو کالج کے نام عنیتی سے پکارتے تھے اور آپ اس میں بڑی خوشی اور راحت محسوس کرتے۔

مکرم خان صاحب مرحوم نے خدمت خلق کے جذبہ کے تحت ہومیو پیتھی بھی سیکھ لی تھی اور نہایت محبّت سے افراد جماعت کو دوائیں بنا کر دیا کرتے اور اس خدمت میں راحت محسوس کرتے۔

مرحوم نے پس ماندگان میں اپنی اہلیہ اور دو بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے فضل سے جنّت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر اور ان کی نیک روایات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

احمدیت کا نفوذ

حال ہی میں احمدیت کا نفوذ، صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) میں، کی پہلی جلد اور دوسری جلد شائع ہو چکی ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب جماعت نے ہماری اس حقیر کاوش کو خوب سراہا اور بڑی دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔

اب اس سلسلہ کی تیسری جلد "احمدیت کا نفوذ، صوبہ بلوچستان میں" زیرِ ترتیب ہے۔ احباب جماعت جن کے آباؤ اجداد یا وہ خود کوئٹہ اور صوبہ کے دیگر مقامات پر رہے ہوں اور جماعتی تنظیم سے وابستہ رہے ہوں وہ اپنے کوائف سے مطلع فرمائیں۔ اسی طرح اگر ان کے پاس کوئی تاریخی دستاویزات اور فوٹوز موجود ہوں تو ان کی نقول مندرجہ ذیل پتہ جات پر ارسال فرمائیں تاکہ وہ کتاب کی زینت بن سکیں۔

محمد اجمل شاہدؔ 2660 205 267 ملک محمد صفی اللہ 300846416

8 Milady Road,Toronto, ON,

M9L 2H8, Canada

میری پیاری والدہ مکرمہ امۃ الحمید احمد صاحبہ

ڈاکٹر امۃ الرحمٰن احمد

بہت ہی دکھ سے عرض ہے کہ میری پیاری والدہ محترمہ امۃ الحمید احمد صاحبہ ۲۲ نومبر ۲۰۱۷ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

امی الحاج شیخ نصیر الدین احمد صاحب کی بیوہ تھیں۔ ۱۹۳۳ء میں ندام پور انڈیا میں پیدا ہوئیں آپ کے والد عبد الحمید خان صاحب ڈاکٹر حشمت اللہ خان کے بھائی یوسف خان کے بیٹے تھے۔ امّی اڑھائی سال کی عمر میں ہی اپنی والدہ سے محروم ہو گئی تھیں۔ امی کی پرورش ان کے والد اور نانیوں نے کی تھی۔ ۱۹۴۷ء میں اپنے بھائی کے ساتھ ایک ٹرک میں چھپ کر پاکستان آئیں۔ ۱۸ سال کی عمر میں واقف زندگی سے شادی ہو گئی۔

۱۹۵۴ء میں اپنی ایک بیٹی اور ابا جان کے ساتھ نائیجیریا چلی گئیں۔ وہاں کی لجنہ کی تربیت میں حصہ لیا اور قاعدہ اور قرآن پڑھایا۔ اس کے بعد سیرالیون میں رہیں اور وہاں کی لجنہ میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ ساتھ ہی اپنی بیٹیوں کو ۵ سال کی عمر میں ہی قرآن مجید ختم کروا دیا۔

اللہ سے ہر وقت ڈرتی تھیں۔ اوّل تو نماز قضا ہونے نہیں دیتی تھیں اور اگر دیر ہو جاتی تو زور زور سے انا للہ پڑھ رہی ہوتیں۔ ہم سمجھتے کوئی فوت ہو گیا لیکن پتہ چلتا نماز لیٹ ہو رہی ہے۔ صبح ہم ان کی قرآن کی تلاوت سن کر اٹھتے تھے۔ سب بچوں کو سکول سے پہلے نماز اور قرآن پڑھنا ہوتا تھا۔ باقاعدہ پورے روزے رکھتی تھیں اور ہمیں بھی رکھواتیں۔ خطبہ جمعہ اور درس باقاعدہ سنتیں۔ پردے کی انتہائی پابند رہیں یہاں تک کے ایم ٹی اے دیکھتے ہوئے بھی دوپٹہ اوڑھ لیتیں اور کبھی منہ بھی ڈھانک لیتیں۔

آپ کی ایک بیٹی لاہور میں پیدا ہوئی۔ باقی ۴ بچے افریقہ میں پیدا ہوئے۔ دین کی خاطر ابا جان بہت سے بچے چاہتے تھے۔ امی گھبراتیں کہ پہلے چار بیٹیاں ہوئیں لیکن ابا جان کہتے، رحمتیں آ رہی ہیں۔ بچوں کو دین کی تربیت دی۔ قرآن کریم ترجمے سے پڑھایا۔

۱۹۶۱ء میں دادا جان حافظ کیپٹن ڈاکٹر بدرالدین صاحب مبلغ بورنیو وفات پا گئے اور نانا جان عبد الحمید خان صاحب بھی وفات پا گئے تو تقریباً ۱۰ سال بعد امی اور ابا جان افریقہ سے واپس ربوہ آ گئے۔

ابا جان دوبارہ نائیجیریا چلے گئے تو امی نے ساڑھے چار سال اکیلے ہی بچے پالے۔ ابا جان دوبارہ زیمبیا گئے تو پھر ساڑھے چار سال اکیلے ہمیں پالا۔ تھوڑے سے الاؤنس میں نجانے کیسے گزارہ کرتیں لیکن وعدہ جو کیا تھا کہ اُف نہیں کریں گی بڑے صبر ہمت اور استقلال سے آٹھ بچوں کی پرورش کی۔ ان میں پانچ بیٹیاں محترمہ امۃ الرشید احمد، پھر جڑواں امتہ الشکور صاحبہ جو نرس ہیں جنھوں نے آخری چار سال ان کی بیماری میں انتہائی دل لگا کر خدمت کی۔

ان کی جڑواں خاکسار ڈاکٹر امۃ الرحمٰن احمد ہے اور امی کی ہارٹ سرجری کے دوران میں خدمت کی توفیق ملی۔ مجھ سے چھوٹی ڈاکٹر امۃ الباسط طاہرہ ہیں جو نیشنل عاملہ میں ہیں۔ سب سے چھوٹی بیٹی امۃ السمیع شفیق ہیں جو فارم ڈی ہیں۔ تین بیٹے رفیع الدین ظہیر الدین اور فاتح الدین ہیں۔ آٹھ بچوں میں سے چار بچے جماعت کی خدمت میں مصروف ہیں۔

صبح کی نماز کے بغیر ہمیں ناشتہ نہیں ملتا تھا اور عشا کی نماز کے بغیر ہم بستر میں نہیں جاسکتے تھے۔ جماعت کے خلاف بات نہیں سنتی تھیں۔ صبر کی تلقین کرتیں اور غلط کام پر بہت غصہ ہوتیں۔

جلسے پر بہت سے مہمان آتے اور امی بہت دل لگا کر خدمت کرتیں۔ کھانا ہمیشہ وافر بناتیں کبھی کم نہ ہوا۔ سب جماعت والوں سے بہت محبت رکھتیں اور دکھ درد میں کام آتی تھیں۔

۲۲ نومبر ۲۰۱۷ء کو وہ اپنے پیارے خدا کی خدمت میں بغیر تکلیف کے حاضر ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پیار کا سلوک کرے اور اپنی رحمت اور مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے، آمین۔

رمضان المبارک

روحانی موسم بہار کی آمد اور استفادہ کے طریق

سید شمشاد احمد ناصر ڈیٹرائٹ امریکہ

ا۔ رمضان المبارک کی عظمت وشان

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ہم ایک بار پھر رمضان المبارک کے مقدس اور بابرکت مہینے میں داخل ہو رہے ہیں۔ ہمارے پیارے آقا سرور کائنات آنحضرت ﷺ نے اس مہینہ کی عظمت وشان کے بارہ میں ارشاد فرمایا:

اے لوگو! تم پر ایک بڑی عظمت اور شان والا مہینہ سایہ کرنے والا ہے یہ ایسا برکتوں والا مہینہ ہے جس میں ایک ایسی رات بھی آتی ہے جو ثواب و فضیلت کے لحاظ سے، ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے۔۔۔

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

"یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ ہمدردی و غمخواری کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

یہ ایسا مہینہ ہے جس کی ابتداء نزول رحمت ہے اور جس کا درمیانی حصہ مغفرت کا وقت ہے اور جس کا آخر آگ سے نجات پانے کا ذریعہ ہے۔

بخاری و مسلم کتاب الصوم میں اس بابرکت اور مقدس مہینہ کے بارے میں یہ روایت بھی حضرت ابوہریرہؓ سے ملتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جب رمضان کا مہینہ آتا ہے، آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔"

آسمانوں اور جنت کے دروازوں سے کھلنے کے یہ معنی ہیں کہ مومنوں کو ایسے نیک اعمال بجالانے کی توفیق ملتی ہے جو ان کو جنت میں لے جاتے ہیں اور اس طرح جہنم کے دروازے بند ہونے سے مراد یہ ہے کہ مومن رمضان المبارک کے ایام میں اپنے آپ کو گناہوں اور خدا کی ناراضگی کے کاموں سے بچانے کی تگ و دو اور جدوجہد میں لگے رہتے ہیں اور وہ ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں ایسے شخص پر جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

رمضان میں جو شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے کے معنی بھی یہی ہیں کہ مومن شیطان کی باتوں اور اس کے بہکاوے میں نہیں آتے بلکہ ہر ممکن یہی کوشش اُن کی ہوتی ہے کہ بس ان کا رب ان سے راضی ہو جائے۔

ترمذی کی حدیث میں ایک روایت یوں بھی آتی ہے:

"جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے کہ اے بھلائی کے چاہنے والے آ اور آگے بڑھ اور اے برائی کے چاہنے والے! رک جا! اور اللہ کے لئے بہت سے لوگ آگ سے آزاد کئے جاتے ہیں اور یہ رمضان کی ہر ایک رات کو ایسا ہی ہوتا ہے۔"

رمضان کی برکت کے ضمن میں یہ حدیث بھی آتی ہے:

"جب رمضان سلامتی سے گزر جائے تو سمجھو کہ سارا سال سلامت ہے۔" دار قطنی بحوالہ جامع الصغیر (تحفۃ الصیام صفحہ ۳۵)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"رمضان کی آمد اور استقبال کی تیاریاں جنت میں رمضان کے بعد سے لے کر اس کے دوبارہ آنے تک پورا سال ہوتی رہتی ہیں۔ اور جنت خوب سجائی جاتی ہے۔" (تحفۃ الصیام صفحہ ۳۵)

۲۔ رمضان میں نماز باجماعت

ہر شخص کو حتی الوسع کوشش کرنی چاہئے کہ وہ رمضان المبارک میں اپنی ساری نمازیں باجماعت ہی پڑھے کیونکہ نماز باجماعت کا اکیلی نماز سے سے کہیں زیادہ ثواب ہے۔ قرآن کریم میں بھی جہاں بھی نماز کا حکم آیا ہے نماز باجماعت کا ہی حکم ہے۔ بغیر جماعت کے نماز صرف اور صرف مجبوری کے ماتحت ہے۔

"پس جو کوئی شخص بیماری یا شہر سے باہر ہونے یا نسیان کے ماتحت یا دوسرے مسلمان کے موجود نہ

ہونے کے عذر کے سوا نماز باجماعت کو ترک کرتا ہے خواہ وہ گھر پر نماز پڑھ بھی لے تو اس کی نماز نہ ہوگی اور وہ نماز کا تارک سمجھا جائے گا۔" (تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۱۰۶)

اللہ تعالیٰ انسان کی نیت کے مطابق اسے بدلہ دیتا ہے اس لئے ہمیشہ نیت نماز باجماعت کی کی جائے اور پھر اس کے لئے پوری پوری کوشش بھی کی جائے۔ اگر وہ نماز باجماعت میں کوشش کے باوجود شامل نہ ہو سکا تو اللہ کے حضور وہ نماز باجماعت ہی ادا کرنے والا ہے۔ اگر مسجد نہیں جا سکا تو اپنے گھر ہی میں بچوں کے ساتھ مل کر نماز باجماعت ادا کرلے۔ لیکن یہ نہیں کہ مسجد جاسکتا تھا اور پھر بھی سستی کی اور گھر پر پڑھ لی ایسا کرنا درست نہیں ہوتا۔ ایک نابینا صحابی کے بارے میں آپ نے کئی مرتبہ سنا ہوگا کہ اُس نے آپ ﷺ سے اجازت چاہی کہ مدینہ کی گلیوں میں کنکر اور پتھریلی زمین ہے اور مجھے پھر مسجد لانے والا بھی کوئی نہیں ہے اس لئے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ جب وہ جانے لگا تو آپ نے اسے پوچھا کہ کیا تمہیں آذان کی آواز آتی ہے۔ وہ کہنے لگا جی یا رسول اللہ! اذان کی آواز تو سنتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر مسجد میں آؤ اور نماز باجماعت ادا کرو۔ (ریاض الصالحین حدیث ۱۰۶۶)

اب دیکھ لیں آپ ﷺ نے نماز باجماعت کی اہمیت کے پیش نظر جس کے عذر بھی بظاہر معقول نظر آرہے تھے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت نہ دی۔

ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص چالیس روز تک نماز باجماعت پڑھے اور پہلی تکبیر میں شامل ہو تو اس کے لئے دو قسم کی براَتیں لکھی جاتی ہیں ایک آگ سے براَت اور ایک نفاق سے براَت۔" (منتخب احادیث صفحہ ۵۳)

کنز العمال میں ایک حدیث سے نماز باجماعت کی برکات میں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے،

مَنْ صَلّٰی مِنْ اَوَّلِ شَھْرِ رَمَضَانَ اِلٰی آخِرِہٖ فِیْ جَمَاعَۃٍ فَقَدْ اَخَذَ بِحَظٍّ مِّنْ لَیْلَۃِ الْقَدَرِ۔ (منتخب احادیث صفحہ ۱۵۳)

"جس نے ماہ رمضان کے شروع سے آخر تک تمام نمازیں باجماعت ادا کیں تو اس نے لیلۃ القدر کا بہت بڑا حصہ پالیا۔"

امریکہ اور یورپین ممالک میں مسلمان ممالک کی طرح مساجد نزدیک نزدیک تو نہیں ہیں، فاصلے اور دوری پر ہیں جس کی وجہ سے بعض اوقات مساجد میں نماز باجماعت کے لئے آنا مشکل ضرور ہو جاتا ہے اگرچہ ناممکن نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس بارہ میں بھی ارشاد فرمایا ہے:

"نماز باجماعت کے لئے دور سے آنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور بہت بڑا ثواب ہے اور وہ شخص جو امام کا انتظار یعنی نماز باجماعت کے انتظار میں وقت گزارتا ہے اسے بھی بہت ثواب ملتا ہے اس شخص کی نسبت جو بس نماز گھر پر پڑھے اور سو جائے۔" (ریاض الصالحین حدیث ۱۰۵۷)

نماز باجماعت کے حوالہ سے بہت ساری احادیث ہیں ہر حدیث ہی ایک ذوق شوق اور ترغیب و تحریص دلا رہی ہے کہ نماز باجماعت کو کسی رنگ میں بھی ترک نہیں کرنا چاہئے۔ ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ "جو شخص گھر سے اچھی طرح وضو کر کے مسجد کی طرف آئے سوائے نماز باجماعت کے اور کوئی چیز اسے باہر نہ لے جانی والی ہو تو جو قدم بھی وہ اٹھائے گا اس کے ذریعہ اس کے درجات بلند ہوتے جائیں گے، اس کی خطائیں اس سے گرا دی جائیں گی یعنی جھڑ جائیں گی۔ جب تک وہ نماز کی حالت میں ہے فرشتے اس پر رحمت کی دعائیں بھیجتے رہتے ہیں کہ اے اللہ! اس پر برکات نازل فرما۔ اے اللہ! اس پر رحم نازل فرما۔" (ریاض الصالحین حدیث ۱۰۶۵)

پس رمضان میں نماز باجماعت کے لئے ہر طرح کی تکلیف اٹھا کر کوشش کی جائے، خود بھی پڑھیں اپنے بچوں اور افرادِ خاندان کو بھی نماز باجماعت کی ترغیب اور یاددہانی کراتے جائیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی ارشاد ہوا تھا:

وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا (۲۰:۱۳۳)

اور تو اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور لگاتار کہتا چلا جا۔

اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں قرآن شریف میں یوں آتا ہے:

وَ کَانَ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ (۱۹:۵۶)

اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کیا کرتا تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"پس نماز باجماعت کی عادت ڈالو اور اپنے بچوں کو بھی اس کا پابند بناؤ۔ کیونکہ بچوں کے اخلاق و عادات کی درستی اور اصلاح کے لئے میرے نزدیک سب سے زیادہ ضروری امر نماز باجماعت ہی ہے۔" (تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ ۲۵۱)

پس رمضان میں نماز باجماعت کی کوشش کریں۔ بچوں اور افراد خاندان کو اپنے ساتھ لائیں۔ اور اس ماہ میں نماز باجماعت کی تربیت سارا سال کام آئے گی۔ ان شاء اللہ

۳۔ رمضان میں تلاوت قرآن کریم:

رمضان المبارک کا قرآن کریم کے ساتھ بھی بہت گہرا تعلق ہے۔ یہ بابرکت مہینہ ان ایام کی یاد دلاتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی ہادی کامل حضرت خاتم النبیین ﷺ پر قرآن شریف نازل فرمایا۔ قرآن کریم کی سورۃ البقرۃ میں یہ اس طرح بیان ہوا ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ کہ رمضان کا مہینہ ہی تھا جس میں قرآن کریم اتارا گیا۔

اس لئے رمضان المبارک میں جس قدر بھی ممکن ہو سکے تلاوت قرآن کریم بھی کرنی چاہئے۔ حضرت عبداللہؓ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن روزے اور قرآن بندے کے لئے شفاعت کریں گے روزہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے اس شخص کو دن کے وقت کھانے پینے سے روکا۔ (اور یہ رک گیا) پس میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا کہ اے میرے رب میں نے اس شخص کو رات کو سونے سے روک دیا تھا۔ (یہ راتوں کو اٹھ کر قرآن پڑھتا تھا۔ یا تہجد میں تلاوت کرتا تھا) پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ پس ان دونوں کی یہ سفارش قبول کی جائے گی۔

رمضان المبارک کے دنوں میں مساجد میں درس القرآن کا بھی اہتمام ہوتا ہے، اس میں بھی ہر ممکن کوشش کرکے شامل ہونا چاہئے کیونکہ احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ جہاں قرآن پڑھنے کا بہت ثواب ہے، اسی طرح قرآن سننے کا بھی بہت بڑا ثواب ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الاعراف۷:۲۰۵)

یعنی جب قرآن پڑھا جاوے تو اسے کان لگا کر سنو اور چپ رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

آنحضرت ﷺ کی سنت بھی ہے آپؐ نے ایک دفعہ حضرت ابن مسعودؓ سے فرمایا کہ مجھے قرآن سناؤ۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ میں قرآن پڑھ کر سناؤں حالانکہ آپ پر تو قرآن کریم نازل ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں یہ پسند کرتا ہوں کہ دوسرے سے بھی قرآن سنوں۔" (ریاض الصالحین حدیث نمبر ۱۰۰۸)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

"جو لوگ خدا تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں (یعنی مسجد میں) اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآن مجید پڑھتے ہیں تلاوت کرتے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے کو پڑھاتے یعنی درس دیتے ہیں ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی سکینت نازل ہوتی ہے، خدا تعالیٰ کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور خدا تعالیٰ کے فرشتے انہیں اپنے پروں کے نیچے گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کا ان کے سامنے ذکر کرتے ہیں جو خدا کے حضور حاضر ہوتے ہیں۔" (ریاض الصالحین حدیث ۱۰۲۳)

پس خود بھی قرآن پڑھیں۔ گھر والوں کو بھی قرآن پڑھنے کی ترغیب دیں اور مساجد میں درسوں میں بھی بچوں اور اقربا کے ساتھ وقت پر تشریف لا کر مندرجہ بالا حدیث میں جن برکات کا ذکر ہے اس سے فائدہ اٹھائیں یعنی اللہ تعالیٰ کی سکینت، اس کی رحمت، اور فرشتوں کی معیت سے! کیوں کہ "اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ فِى الْقُرْآنِ" (کشتی نوح)

تمام بھلائیاں قرآن کریم میں ہی ہیں۔

آپؑ نے مزید فرمایا:

"سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب الٰہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔۔۔ اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔" (الحکم ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۰ء)

۴۔ رمضان کا روزہ بغیر کسی شرعی عذر کے ترک نہ کریں:

دین اسلام کے پانچ ارکان ہیں اور ان میں سے ایک روزہ ہے۔ روزہ ہر مسلمان بالغ و عاقل مرد و عورت پر فرض ہے، اور روزوں کی فرضیت مدینہ میں ۲ھ میں ہوئی۔ اگرچہ اسلام سے قبل مختلف مذاہب میں روزے کے احکامات موجود تھے مگر "روزہ کی عبادت" کامل شکل میں پہلی دفعہ مسلمانوں ہی میں رائج ہوئی ہے۔ اور قرآن کریم

میں روزوں کی غرض و غایت ”لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ“ کے الفاظ میں بیان ہوئی ہے تا کہ انسان روحانی اور اخلاقی گراوٹوں اور کمزوریوں سے بچ سکے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا ہے:

”روزے ڈھال ہیں پس روزہ کی حالت میں نہ کوئی شہوانی بات کرے نہ جہالت اور نادانی کرے اور اگر کوئی اس سے لڑائی جھگڑا کرے تو وہ کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔ میں روزہ دار ہوں۔“ (بخاری کتاب الصوم)

پس ہر ممکن کوشش کرے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بجالانا چاہئے خواہ انسان اس میں کتنی ہی مشکلات سمجھے۔ انسان اگر تھوڑا سا بھی غور کرے تو یہ سب احکامات دراصل اس کے فائدہ ہی کے لئے ہیں۔ آج کل لوگ غذاؤں کے کھانے میں بہت سے پرہیزوں سے کام لیتے ہیں کہ یہ نہیں کھانا، وہ نہیں کھانا اس سے صحت پر برا اثر پڑتا ہے اور سائنس نے بھی اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ کم کھانے یا فاقہ کرنے سے انسان بہت سی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ نے ۱۵۰۰ سال پہلے اس بات کی خبر دے دی تھی کہ ”صُوْمُوْا تَصِحُّوْا“ تم روزے رکھا کرو صحت مند رہو گے۔“ (تحفۃ الصیام صفحہ ۴۲)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

من افطر یوما من شھر رمضان من غیر رخصة ولا مرض فلا یقضیه صیام الدھر کله ولو صام الدھر (مسند دارمی بحوالہ تحفۃ الصیام صفحہ ۸۹)

یعنی جس نے بغیر کسی عذر کے رمضان کا ایک روزہ بھی عمداً ترک کیا تو بعد میں اگر ساری عمر بھی اس روزہ کے بدلے، وہ روزے رکھے تب بھی اس کا بدلہ نہ چکا سکے گا۔ لیکن مریض، مسافر، چھوٹے بچے، بوڑھے جو روزہ کی استطاعت ہی نہیں رکھتے، حاملہ خواتین اور دودھ پلانے والیوں کو رخصت بھی اسلام نے دی اور بیماری اور سفر کے ختم ہونے پر وہ گنتی کے ایام پورے کر لیں۔

۵۔ رمضان، قیام اللیل۔۔۔ تراویح:

رمضان المبارک میں ہر نیکی کا بہت ثواب ہے اس لئے خصوصیت سے رمضان میں قیام اللیل یعنی نماز تہجد پڑھنے کی بھی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ وہ وقت ہے جس کے بارے میں احادیث میں آتا ہے:

”اللہ تبارک و تعالیٰ ہر رات قریبی آسمان تک نزول فرماتا ہے جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو مجھے پکارے تو میں اس کو جواب دوں کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اس کو دوں، کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں اس کو بخش دوں۔“ (ترمذی کتاب الدعوات)

رسول خدا ﷺ کی سنت بھی یہی تھی کہ آپ نصف شب کے بعد نماز تہجد ادا فرماتے یہ ایک زائد نفلی نیکی اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو مرحمت فرمائی ہے۔ ”وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ“ (بنی اسرائیل) آپ کا یہی دستور تھا۔ اس کے علاوہ امت میں رمضان المبارک میں خصوصیت کے ساتھ نماز تراویح کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔ جس میں شامل ہو کر انسان قرآن کریم بھی سنتا ہے۔

اصل نماز تہجد ہی ہے۔ جو لوگ رات کو نماز تراویح ادا کرتے ہیں پھر بھی انہیں چاہئے کہ وہ نماز تہجد پڑھنے کی کوشش کریں خواہ دو نفل ہی کیوں نہ پڑھیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

رمضان کی راتوں میں عبادت کی سنت میں نے تمہارے لئے قائم کر دی ہے۔ بخاری کتاب الایمان میں یہ روایت بھی مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

جو شخص ماہ رمضان میں ایمان کی حالت میں اور ثواب کی خاطر عبادت کرتا ہے تو اس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

بہر حال نماز تہجد رتبے اور ثواب میں بالا اور افضل ہے، حضور ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی بھاری تعداد باقاعدہ نماز تہجد ادا کرتی تھی۔ قرآن کریم نے ان کی تعریف یوں بیان فرمائی ہے:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا۔ کہ راتوں کو جب لوگ نیند کے خمار میں ہوتے ہیں تو یہ لوگ (صحابہ کرامؓ) بستروں سے الگ ہو کر اپنے خدا کے سامنے سر بسجود اور راز و نیاز میں مصروف ہوتے ہیں۔ اور یہ لوگ خوف اور امید کے ساتھ اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت الحاج مولانا نور الدین صاحبؓ سے ایک شخص نے نماز تراویح کی نسبت سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

”میرے خیال میں ماہ رمضان میں ایک تو روزوں کا حکم ہے دوسرے حسبِ طاقت دوسروں کو کھانا کھلانے کا، تیسرے تدارس قرآن کا، چوتھے

قیام رمضان کا۔ یعنی نماز میں معمول سے زیادہ کوشش کرنا۔ صحابہ میں تین طریقے قیام رمضان کے رائج تھے، بعض تو بیس رکعتیں باجماعت پڑھتے تھے، بعض آٹھ رکعتیں اور بعض صرف تہجد گھر میں پڑھ لیتے تھے۔ اس پر نو وارد نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے تو نماز تراویح کا پڑھنا تین چار دن سے زیادہ ثابت نہیں ہوتا اس لئے بعض لوگ اسے بدعت عمریؓ کہتے ہیں، حضرت حکیم الامت نے فرمایا خواہ آنحضرت ﷺ نے صرف ایک دن ہی نماز تراویح پڑھی ہو اول سنت تو ہو گئی۔ دوم نہ کرنے سے سنت تو نہیں ٹوٹتی۔" (تحفۃ الصیام صفحہ ۱۰۰-۱۰۱)

دنیا کے حالات تیزی سے بدل رہے ہیں۔ تیسری جنگ عظیم کے بادل منڈلا رہے ہیں، مسلمان ممالک کے حالت بدتر سے بدتر ہوتے چلے جارہے ہیں اور انہیں ابھی تک ہوش نہیں آرہی۔ پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ مسلمانوں اور کافروں میں جنگ ہوتی تھی اسلام کے دفاع کے لئے۔ اب مسلمان مسلمان کو قتل کر رہا ہے، ایک دوسرے کے خون کے پیاسے مسلمان ہو گئے ہیں اور بڑی بے رحمی و بے دردی سے قتل عام کیا جارہا ہے۔ ان حالات میں انہیں ہماری دعائیں ہی بچا سکتی ہیں۔ بلکہ دنیا جس تباہی کی طرف جارہی ہے دعائیں ہی انہیں بچا ئیں گی ورنہ کوئی اور ذریعہ باقی نہیں بچا۔ مسلمانوں نے خود اپنی ہلاکتوں کے سامان کر لئے ہیں غیروں سے مل کر مسلمانوں کے قتل اور خونریزی کی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور بلاؤں سے سب کو بچائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خدا کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالتیں نہ بدلیں۔

۶۔ رمضان میں قبولیتِ دعا کے اوقات:

اللہ تعالیٰ کی ذات رحمن و رحیم اور مستجاب الدعوات ہے اس کی رحمت ہر وقت وسیع سے وسیع تر ہوتی رہتی ہے کسی وقت بھی اس کا دروازہ کھٹکھٹایا جا سکتا ہے اور وہ دینے والا ہے، وہ کبھی اس بات سے تھکا نہیں کہ اتنی مخلوق اس سے بار بار مانگ رہی ہے اور وہ عطاء پر عطاء کرتا جارہا ہے لیکن اس کی یہ عطاء رمضان میں تو بہت ہی زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہر وقت خداتعالیٰ سے اس کی رحمت و مغفرت کی دعا اور تمنا کرتے رہنا چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

"روزہ دار کے لئے اس کی افطاری کے وقت کی دعا ردّ نہیں کی جاتی۔ " (سنن ابن ماجہ بحوالہ منتخب احادیث صفحہ ۹۷)

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ افطاری کے وقت روزے دار کی دعا قبولیت کا درجہ پاتی ہے۔

کتنا اچھا ہو کہ قبولیت دعا کے اس وقت سے فائدہ اٹھایا جائے اور اس وقت کو دعاؤں میں صرف کیا جائے۔ زیرلب دعائیں کرتے ہوئے یہ وقت گزارا جائے۔ پس اس وقت کو ہرگز ہرگز باتوں میں ضائع نہ کرنا چاہئے اس وقت کی اتنی اہمیت ہے کہ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ ہر روز افطاری کے وقت اللہ تعالیٰ بہت سے گناہگاروں کو آگ سے نجات دیتا ہے، پس وہ لوگ کتنے ہی خوش قسمت ہوں گے جو اس وقت کو دعاؤں میں خرچ کر کے اپنے رب کو راضی کر لیں، اور خداتعالیٰ کی مغفرت اور رحمت ان کے حصہ میں آجائے۔

حضرت عمرؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"رمضان میں اللہ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے اور اس ماہ اللہ سے مانگنے والا کبھی نامراد نہیں رہتا۔"

پس رمضان کا مہینہ دعاؤں کے لئے بہت ہی ساز گار اور موزوں ترین مہینہ ہے رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

رمضان کی ہر رات اللہ تعالیٰ ایک منادی کرنے والے فرشتہ کو بھیجتا ہے جو یہ اعلان کرتا ہے۔ "اے خیر کے طالب! آگے بڑھ اور آگے بڑھ۔ کیا کوئی ہے جو دعا کرے تا کہ اس کی دعا قبول کی جائے کیا کوئی ہے جو استغفار کرے کہ اسے بخش دیا جائے کیا کوئی ہے جو توبہ کرے اور اس کی توبہ قبول کی جائے۔" پس یہ موسم دعاؤں کے لئے بڑا ہی ساز گار ہے۔

حضرت امام الزماں علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہماری جماعت کو چاہئے کہ راتوں کو رو رو کر دعائیں کریں اس کا وعدہ ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ" (ملفوظات جلد نمبر ۹ صفحہ ۱۶۷ پرانا ایڈیشن)

۷۔ رمضان اور لیلۃ القدر:

ابن ماجہ کتاب الصوم میں حضرت انسؓ سے یہ روایت ہے کہ رمضان کا مہینہ آیا تو رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

یہ مہینہ تمہارے پاس آیا ہے اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ جو

شخص اس رات سے فائدہ نہ اٹھا سکا وہ تمام خیر سے محروم رہا اور اس کی خیر وبرکت سے سوائے محروم انسان کے کوئی خالی نہیں رہتا۔ (تحفۃ الصیام صفحہ ۱۷۳)

پھر حضرت عائشہؓ سے روایت آتی ہے کہ آپؓ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: اگر مجھے اس بات کا علم ہو جائے کہ یہ لیلۃ القدر ہے تو میں کیا دعا مانگوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعا مانگنا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ۔ فَاعْفُ عَنِّیْ۔

(سنن الترمذی کتاب الدعوات حدیث نمبر ۳۵۱۳)

۸۔ رمضان المبارک اور ذکر الٰہی۔ درود شریف واستغفار:

اگر ہم اپنا سنجیدگی سے جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہم بہت سارا وقت کھانے پینے میں، اس کی تیاری میں، گپوں میں، فضول باتوں میں اور آج کل تو انٹرنیٹ، سوشل میڈیا ٹیلی وژن پر کھیلیں وغیرہ دیکھنے میں خرچ کر دیتے ہیں۔ اور ان باتوں میں اس قدر انہماک ہو گیا ہے کہ ہمیں آس پاس کی بھی خبر نہیں ہوتی۔ گھر میں والدین، بچوں کی، عزیزوں کی اور حتیٰ کہ مہمانوں کی موجودگی کا بھی احساس نہیں ہوتا۔ حالانکہ وقت سے زیادہ کوئی چیز بھی قیمتی نہیں۔

پس مومن کو ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے پوری مستعدی کے ساتھ روزے رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے قیمتی وقت کو ذکر الٰہی، درود شریف اور استغفار میں صرف کرنا چاہئے۔

مسلم کتاب الذکر باب فضل مجالس الذکر میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے کچھ بزرگ فرشتے گھومتے رہتے ہیں اور انہیں ذکر کی مجالس کی تلاش رہتی ہے جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور پروں سے اس کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ ساری فضاء ان کے اس سایہ برکت سے معمور ہو جاتی ہے جب لوگ اس مجلس سے اٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ وہاں اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ کہاں سے آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں۔ جو تیری تسبیح کر رہے تھے، تیری بڑائی بیان کر رہے تھے تیری عبادت میں مصروف تھے، تیری حمد میں رطب اللسان تھے اور تجھ سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ تیری بخشش طلب کر رہے تھے۔۔۔ اس پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں نے انہیں بخش دیا اور انہیں وہ سب کچھ دیا جو انہوں نے مجھ سے مانگا۔۔۔ اس پر فرشتے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ان میں فلاں غلط کار شخص تھا وہ وہاں سے گزرا اور ان کو ذکر کرتے دیکھ کر تماش بین کے طور پر ان میں بیٹھ گیا اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کو بھی بخش دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم اور بدبخت نہیں رہتا۔''

رمضان المبارک میں مساجد میں درس القرآن کا بھی اہتمام ہوتا ہے ان مجالس میں اور درسوں میں آنے اور درس سننے سے یہ ساری برکات اور فوائد حاصل ہوتے ہیں جس کا اس حدیث نبوی ﷺ میں ذکر ہے۔

ترمذی کتاب الدعوات میں حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ بڑا حیاوالا، بڑا کریم اور سخی ہے جب بندہ اس کے حضور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے۔''

حضرت موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ذکر الٰہی کرنے والے اور ذکر الٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔

ایک صحابی حضرت عبداللہ بن بُسْرؓ کو آپ ﷺ نے نصیحت فرمائی:

''لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطَبًا مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ'' کہ تمہاری زبان ہمیشہ ذکر الٰہی سے تر رہنی چاہئے۔ اسی طرح حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

جس نے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھا جنت میں اس کے لئے کھجور کا درخت لگا دیا جائے گا۔

ترمذی ہی میں یہ روایت حضرت ابن مسعودؓ سے آئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسراء کی رات میری ملاقات حضرت ابراہیمؑ سے ہوئی تو حضرت ابراہیمؑ نے آپؐ سے فرمایا کہ اے محمد ﷺ اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہیں۔ اور انہیں بتا دیں: اَلْجَنَّۃُ طَیِّبَۃُ التُّرْبَۃِ،

عَذْبَةُ الْمَاءِ وَاِنَّهَا قِيْعَانٌ وَاَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔"

جنت کی زمین بہت اچھی ہے پانی بہت میٹھا ہے اور وہ خالی ہے اور اس میں درخت لگانا یہ ہے کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہا جائے۔

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب جو آنحضرت ﷺ کے چچا تھے ایک دفعہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ آپ مجھے ایسی دعا سکھائیں جس کے ذریعہ میں اللہ سے مانگوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آپ اللہ سے عافیت طلب کریں۔ کچھ دنوں کے بعد آپ پھر آئے اور عرض کیا کہ آپ مجھے ایسی دعا سکھائیں جس کے ذریعہ میں اللہ سے مانگوں۔اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا: اے عباس! اے رسول اللہ کے چچا! اللہ سے دنیا اور آخرت میں عافیت ہی طلب کرو۔ (سنن الترمذی کتاب الدعوات حدیث:۳۵۱۴)

رسول خدا و محبوب کبریا آنحضرت ﷺ پر کثرت کے ساتھ ان ایام میں درود شریف بھی پڑھنا چاہئے۔ اگر آپ ایک مرتبہ بھی آنحضرت ﷺ پر درود شریف پڑھیں گے تو اللہ تبارک و تعالیٰ آپ پر دس مرتبہ برکتیں اور رحمتیں نازل فرمائیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ قیامت کے دن میرے نزدیک وہی لوگ ہوں گے جو مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ

اس شخص کی ناک مٹی میں ملے جس کے سامنے میرا نام لیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔

آپ ﷺ نے دعا کرنے کا بھی طریقہ سکھایا اور وہ اس طرح کہ ایک شخص کو آپؐ نے سنا وہ نماز میں دعا مانگ رہا تھا۔ اس نے دعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور عظمت کا ذکر نہ کیا اور نہ ہی اپنی دعا میں آنحضرت ﷺ پر درود بھیجا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا اس شخص نے اپنی دعا میں جلدی سے کام لیا ہے۔ پھر آپ نے اسے بلایا اور فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص دعا مانگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرے اس کی پاکیزگی بیان کرے، اس کی حمد و ثناء کرے۔ پھر رسول خدا پر درود شریف پڑھے اور اسکے بعد وہ جو چاہے دعا مانگے۔"

(ابوداؤد اور ترمذی میں یہ روایت ہے بحوالہ ریاض الصالحین حدیث نمبر ۱۴۰۴)

جہاں تک استغفار کا تعلق ہے اس بارے میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

جو شخص اپنے اوپر استغفار کو لازم کر لے اللہ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے، ہر پریشانی سے نجات بخشتا ہے نیز اس کو ایسے راہ سے رزق دیتا ہے جس کا وہ شخص گمان بھی نہیں کر سکتا۔

فرمان حضرت امام الزمانؑ:

"لکھا ہے کہ ایک بار آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے۔ پہلے بہت روئے اور پھر لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ يَاعِبَادَ اللّٰهِ! خدا سے ڈرو آفات اور بلائیں چیونٹیوں کی طرح انسان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں ان سے بچنے کی کوئی راہ نہیں بجز اس کے کہ سچے دل سے توبہ استغفار میں مصروف ہو جاؤ۔

استغفار اور توبہ کا یہ مطلب نہیں جو آجکل لوگ سمجھتے بیٹھے ہیں۔ استغفر اللہ استغفر اللہ کہنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا جبکہ اس کے معنے بھی کسی کو معلوم نہیں۔ استغفر اللہ ایک عربی زبان کا لفظ ہے۔ ان لوگوں کو تو چونکہ یہ مادری زبان تھی اور وہ اس کے مفہوم کو اچھی طرح سے سمجھے ہوئے تھے۔ استغفار کے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ سے اپنے گذشتہ جرائم اور معاصی کی سزا سے حفاظت چاہنا اور آئندہ گناہوں کے سرزد ہونے سے حفاظت مانگنا۔ استغفار انبیاء بھی کیا کرتے تھے اور عوام بھی۔ ---- در حقیقت مشکل تو یہ ہے کہ ہندوستان میں بوجہ اختلاف زبان استغفار کا اصل مقصد ہی مفقود ہو گیا ہے اور ان دعاؤں کو ایک جنتر منتر کی طرح سمجھ لیا ہے۔ کیا نماز اور کیا استغفار اور کیا توبہ؟ اگر کسی کو نصیحت کرو کہ استغفار پڑھا کرو تو وہ یہی جواب دیتا ہے کہ میں تو استغفار کی سو بار یا دو سو بار تسبیح پڑھتا ہوں مگر مطلب پوچھو تو کچھ جانتے ہی نہیں۔ استغفار ایک عربی لفظ ہے اس کے معنے ہیں طلب مغفرت کرنا کہ یا الٰہی ہم سے پہلے جو گناہ سرزد ہو چکے ہیں ان کے بدنتائج سے ہمیں بچا کیونکہ گناہ ایک زہر ہے اور اس کا اثر بھی لازمی ہے۔ اور آئندہ ایسی حفاظت کر کہ گناہ ہم سے سرزد ہی نہ ہوں۔ صرف زبانی تکرار سے مطلب حاصل نہیں ہوتا۔

توبہ کے معنے ہیں ندامت اور پشیمانی سے ایک بدکام سے رجوع کرنا۔ توبہ کوئی برا کام نہیں ہے۔ بلکہ لکھا ہے کہ توبہ کرنے والا بندہ خدا کو بہت پیارا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا نام بھی تواب ہے۔ اس کا

مطلب یہ ہے کہ جب انسان اپنے گناہوں اور افعال بد سے نادم ہو کر پشیمان ہوتا ہے اور آئندہ اس بدکام سے باز رہنے کا عہد کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر رجوع کرتا ہے رحمت سے۔ خدا انسان کی توبہ سے بڑھ کر توبہ کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر انسان خدا کی طرف ایک بالشت بھر جاتا ہے تو خدا اس کی طرف ہاتھ بھر آتا ہے۔ اگر انسان چل کر آتا ہے تو خدا تعالیٰ دوڑ کر آتا ہے۔ یعنی اگر انسان خدا کی طرف توجہ کرے تو اللہ تعالیٰ بھی رحمت فضل اور مغفرت میں انتہاء درجہ کا اس پر فضل کرتا ہے۔ لیکن اگر خدا سے منہ پھیر کر بیٹھ جاوے تو خدا تعالیٰ کو کیا پروا۔" (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۶۰۷-۶۰۸ جدید ایڈیشن)

۹۔ رمضان المبارک اور صدقات :

رمضان کی عبادات سے انسان جو سبق سیکھتاہے ان میں سے ایک غرباء کے ساتھ ہمدردی، ان کی ضروریات کا خیال رکھنا اور غریبوں اور محتاج لوگوں، بیوگان اور یتامیٰ کی خبر گیری اور ان کے جذبات کا احساس بھی ہے۔

ہمارے لئے تو رسول خدا ﷺ ہر کام میں اسوہ حسنہ ہیں۔ آپ ﷺ کی سخاوت، غرباء سے ہمدردی اور یتامیٰ کی خبر گیری، ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے بارے میں آپ کے بے شمار واقعات ہیں۔ آپؐ سے جب بھی کسی نے مانگا آپؐ نے اسے خالی ہاتھ نہیں لوٹایا بلکہ اسے عطا فرمایا۔ ایک دفعہ ایک شخص آیا تو آپؐ نے دو پہاڑیوں کے درمیان وادی میں بکریوں کا پورا ریوڑ اس کے حوالہ کر دیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور جا کر کہا کہ اے لوگو! اسلام قبول کرلو محمد ﷺ تو اتنا دیتے ہیں کہ فقرو غربت کا انہیں خوف ہی نہیں۔ (تحفۃ الصیام صفحہ ۱۵۷)

ترمذی میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے افضل اور بہترین صدقہ وہ ہے جو رمضان میں خیرات کیا جائے۔ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایاہے کہ رمضان کے مہینہ میں خرچ کرنے میں بخل نہ کیا کرو بلکہ اپنے نان ونفقہ پر بھی خوشی سے خرچ کرو کیونکہ اس مہینہ میں تمہارے اپنے نان ونفقہ کا ثواب بھی خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے برابر ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"رسول کریم ﷺ رمضان کے دنوں میں بہت کثرت سے صدقہ وخیرات کیا کرتے تھے۔ احادیث میں آتا ہے کہ رمضان کے دنوں میں آپ تیز چلنے والی آندھی کی طرح صدقہ کیا کرتے تھے اور درحقیقت یہ قومی ترقی کا ایک بہت بڑا گر ہے کہ انسان اپنی چیزوں سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔ تمام قسم کی تباہیاں اس وقت آتی ہیں جب کسی قوم کے افراد میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ ان کی چیزیں انہی کی ہیں دوسرے کا ان میں کوئی حق نہیں ـــ۔ دنیا کے نظام کی بنیاد اس اصل پر ہے کہ میری چیز دوسرا استعمال کرے اور رمضان اس کی عادت ڈالتا ہے۔" تفسیر کبیر سورۃ البقرۃ ۳۷۵-۳۷۶

رسول کریم ﷺ کی مثالوں سے واضح ہے کہ رمضان کے بابرکت ایام میں ہمیں صدقہ وخیرات کثرت سے کرنی چاہئے۔ ہر ایک کا خیال رکھیں، دیکھیں کہیں کوئی ضرورت مند تو نہیں کچھ ضرورت مند ایسے ہوتے ہیں جو خود کہہ کر اپنی ضرورت پوری کروالیتے ہیں، کچھ ایسے بھی سفید پوش ہوتے ہیں جو خود نہیں کہتے ان کو تلاش کرنا، ان کی مدد کرنا یہ ہم سب کا فرض ہے۔" لِلسَّاۤئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ" ہر دو کا خیال رکھا جائے۔

اس لئے اپنے چندوں کی ادائیگی شرح اور آمد کے مطابق اس بابرکت ماہ میں ضرور کریں۔

رمضان المبارک کے حوالہ سے ایک اور خاص صدقۃ الفطر کی ادائیگی بھی ہے۔ بعض اوقات احباب عید کے دن اس کی ادائیگی کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ بھی جس قدر جلد ممکن ہو رمضان کے ابتدائی دنوں ہی میں اس کی ادائیگی کر دی جائے تو بہتر ہے تاکہ نظام بروقت ضرورت مندوں کی مدد کر سکے۔ بلکہ ایک حدیث میں تو اس کی یہاں تک تاکید ہے۔ آپؐ نے فرمایا :

اِنَّ شَهْرَ رَمَضَانَ مُعَلَّقٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا يُرْفَعُ اِلَّا بِزَكٰوةِ الْفِطَرِ

رمضان کے مہینے کی نیکیاں اور عبادات، آسمان اور زمین کے درمیان معلق ہو جاتی ہیں انہیں فطرانہ ہی آسمان پرلے کر جاتاہے۔ یعنی رمضان کی عبادات کی قبولیت کا باعث بنتا ہے۔

۱۰۔ رمضان کا آخری عشرہ۔ اعتکاف، جمعۃ الوداع:

بخاری کتاب الصوم میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو آنحضرت ﷺ اپنی کمر ہمت کس لیتے اور اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور اپنے گھر والوں کو بیدار کرتے، آنحضرت ﷺ کا سارا رمضان ہی روحانی جدوجہد میں گزرتا تھا لیکن آخری عشرہ تو غیر

معمولی اہمیت کا حامل ہو جاتا۔ آپ کا یہ بھی فرمان تھا کہ رمضان کا اول رحمت ہے اور دوسرا عشرہ مغفرت والا ہے اور آخری عشرہ آگ سے نجات دلاتا ہے۔

خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ کی عبادت رمضان کے آخری عشرہ میں کس درجہ کی ہوتی تھی۔ پس ہر مومن کو سوچنا چاہئے کہ اگر گزشتہ دو عشروں میں کچھ کوتاہی اور کمی رہ گئی ہو تو اب ان بقیہ ایام میں پوری کر لیں۔

پھر آخری عشرہ میں ایک اور عبادت اعتکاف کی بھی ہے۔ جس کو بھی اللہ تعالیٰ توفیق دے وہ سنت نبوی ﷺ کی اتباع میں اعتکاف کرے۔ ایک حدیث میں رمضان المبارک کے دنوں میں اعتکاف کی فضیلت اس طرح بیان ہوئی ہے آپؐ نے فرمایا:

''جس نے رمضان میں دس دن بتمام شرائط اعتکاف کیا تو اسے دو حج اور دو عمرے کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ یعنی بیشمار ثواب کا مستحق ہو گا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جس نے ایمان کی حالت میں اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اعتکاف کیا تو اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔'' (منتخب احادیث صفحہ ۱۳۷)

پس چاہئے کہ بکثرت احباب و خواتین جنہیں اللہ تعالیٰ موقع اور توفیق دے یہ دس دن وقف کریں اور اعتکاف کریں۔

''اعتکاف بیسویں کی صبح کو بیٹھتے ہیں کبھی دس دن ہو جاتے ہیں اور کبھی گیارہ۔'' (تحفۃ الصیام صفحہ ۱۱)

اعتکاف کے لئے روزہ ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ خدا کی راہ میں ایک دن اعتکاف کرنے والے اور جہنم کے درمیان اللہ تعالیٰ تین ایسی خندقیں بنا دے گا جن کے درمیان مشرق و مغرب کے مابین فاصلہ سے بھی زیادہ ہو گا۔'' (تحفۃ الصیام صفحہ ۱۷۰)

جمعۃ الوداع

جمعۃ الوداع کی کوئی اصطلاح احادیث میں نہیں ملتی۔ بعض لوگ واقعی نمازوں کو جمعوں کو اور روزوں کو وداع کرنے آتے ہیں، رمضان کا آخری جمعہ کے دن۔ کہ اب پھر سال بھر کی ہمیں چھٹی۔ گویا وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے یہ جمعہ پڑھ لیا تو پھر سارا سال نہ کسی نماز پڑھنے کی ضرورت نہ جمعہ پڑھنے کی ضرورت باقی رہتی ہے جمعۃ الوداع کا یہ تصور بالکل غلط ہے۔ قرآن اور احادیث میں ہر جمعہ کی اتنی ہی فضیلت بیان ہوئی ہے جتنی رمضان کے آخری جمعہ کی۔ کسی ایک جمعہ میں محض رمضان کی وجہ سے کوئی خاص فضیلت بیان نہیں ہوئی۔ چند احادیث خطبات مسرور سے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

۱۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر وہ شخص جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کے دن جمعہ پڑھنا فرض کیا گیا ہے سوائے مریض، مسافر اور عورت اور بچے اور غلام کے۔ جس شخص نے لہو و لعب اور تجارت کی وجہ سے جمعہ سے لاپرواہی برتی اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے پرواہی کا سلوک کرے گا۔ یقیناً اللہ بے نیاز اور حمد والا ہے۔ (سنن دار قطنی کتاب الجمعہ)

۲۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جمعہ کے دن نیکیوں کا اجر کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔'' (خطبات مسرور جلد ہفتم صفحہ ۴۴۶)

۳۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس کسی نے بلاوجہ جمعہ چھوڑا وہ اعمال نامے میں منافق لکھا جائے گا جسے نہ تو مٹایا جاسکے گا اور نہ ہی تبدیل کیا جاسکے گا۔ (مجمع الزوائد جلد دوم حدیث نمبر ۲۹۹۹)

۴۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے تساہل کرتے ہوئے لگاتار تین جمعے چھوڑے (سستی کرتے ہوئے تین جمعے لگاتار چھوڑے) اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

''جب مہر کر دیتا ہے تو پھر نیکیاں کرنے کی توفیق بھی کم ہوتی چلی جاتی ہے اور آہستہ آہستہ انسان بالکل ہی دور پڑ جاتا ہے۔''

۵۔ حضرت سلمان فارسیؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جو شخص بھی جمعہ کے دن غسل کرے اور اپنی استطاعت کے مطابق پاکیزگی اختیار کرے اور تیل لگائے اور گھر سے خوشبو لگا کر چلے۔۔۔ اور پھر جو نماز اس پر واجب ہے وہ ادا کرے، پھر جب امام خطبہ دینا شروع کرے تو وہ خاموشی سے سنے تو اس کے اس جمعہ اور اگلے جمعہ کے درمیان ہونے والے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔'' (بخاری کتاب الجمعہ حدیث نمبر ۸۸۳)

۶۔ ایک حدیث میں جمعہ کی فضیلت اس طرح بھی بیان ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود بھیجو کیونکہ اسی دن تمہارا یہ درود میرے سامنے پیش کیا جائے گا۔ "

۷۔ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

"اس میں ایسی گھڑی بھی آتی ہے جو قبولیت دعا کی گھڑی ہے۔ " صحیح بخاری کتاب الجمعہ حدیث ۹۳۵ خطبات مسرور جلد ہفتم صفحہ ۴۴۴-۴۴۵

پس مومن کا کام ہے کہ خدا تعالیٰ اس حکم پر دل و جان سے عمل کرے کہ وہ ہر جمعہ کی ادائیگی کی کوشش کرے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں سے جو اس دن سے وابستہ ہیں وافر حصہ لے۔

نوٹ: بعض لوگ جو افطاریاں کراتے ہیں وہ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ آخری جمعہ کے دن جو افطاری کرائی جائے گی یا جمعہ کے دن جو افطاری کرائی جائے گی اس کا بہت ثواب ہے۔ احادیث میں روزہ دار کے روزہ کھلوانے پر ثواب ہے اور اس کا جمعہ کے ساتھ کوئی خاص مناسبت نہیں ہے۔ واللہ اعلم

۱۱۔ عید الفطر یا عید صیام:

عید الفطر مسلمانوں کے لئے خوشی کا دن ہے، دین اسلام فطرت کا مذہب یعنی خوشی کے موقع پر خوشیوں کے جائز اظہار سے نہیں روکتا اور نہ ہی کسی قسم کی رہبانیت سکھاتا ہے۔ جو مسلمان ایک مہینہ خدا کی خوشنودی کی خاطر اس کے حکم سے پورا مہینہ روزے رکھتے ہیں تو رمضان کے اختتام پر وہ خدا کے حضور مزید خوشی کے طور پر سجدات شکر بجا لاتے ہیں۔ اس بابرکت تہوار کے لئے آنحضرت ﷺ کی سنت مبارکہ تھی کہ آپؐ صفائی کا خاص اہتمام فرماتے، غسل فرماتے، مسواک اور خوشبو استعمال فرماتے صاف ستھرا لباس پہنتے اور اگر نئے کپڑے میسر ہوں تو نئے کپڑے پہنتے۔ خواتین اور بچیوں کو بھی نماز عید میں شامل ہونے کی تاکید ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ وہ خواتین جنہیں شرعی عذر ہوتے انہیں بھی عید اور اس کی دعا میں شامل ہونے کا حکم ہوتا۔ وہ نماز میں شامل نہ ہوتی تھیں۔ آپؐ عید الفطر کے دن کچھ طاق کھجوریں تناول فرما کر عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے۔

آپؐ نے عیدین کے لئے ان تکبیرات کا اہتمام بھی فرمایا:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

روایات میں یہ بھی آتا ہے:

" ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے نماز عید پڑھائی اور خطبہ عید ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد آپؐ خواتین کی طرف تشریف لے گئے حضرت بلالؓ آپ کے ساتھ تھے آپ نے ان کو بھی وعظ و نصیحت فرمائی، خاوندوں کی اطاعت کی تلقین فرمائی۔ صدقہ و خیرات دینے کی تلقین کی۔ حضورؐ کی اس تلقین پر مسلمان خواتین نے فوراً لبیک کہا اور اپنے ہاتھ اور کانوں اور گلے کے زیور اتار اتار کر بلالؓ کی چادر میں ڈالنے لگیں۔"(بخاری)

"پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ حضرت اقدس رسول اللہ ﷺ کی عیدیں منائیں اور آپ کے مقدس صحابہ کی عیدیں منائیں تو ہمیں بھی اس دن خدا کے گھروں کو آباد کرنا ہو گا اور رمضان میں عبادات کا سیکھا ہوا سبق بھولانا نہیں بلکہ اور زیادہ مقدار میں پانچوں وقت خدا کے گھروں کو بھرنا ہو گا۔۔۔ پھر اگر ہم حضور اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کی طرح حقیقی عیدیں منانا چاہتے ہیں تو اسی طرح ہمیں بھی اس دن غرباء کے خوشیاں بانٹنی ہوں گی اور اسی طرح اپنے بہترین کپڑے اور زیورات کے تحفے اور دیگر تحائف ان کو پیش کرنے ہوں گے۔ یہی وہ حقیقی عید ہے جس کی لذت دائمی اور ان مٹ ہو گی۔ خدا غرباء میں زیادہ ملا کرتا ہے۔ پس اس دن امراء کی دعوتیں اور ان کے تحائف صرف امراء کے دائرے تک ہی محدود نہ رہیں بلکہ غرباء کے گھروں تک پہنچیں جس سے نہ صرف ان کی یہ عید حقیقی خوشیوں سے معمور ہو جائے گی بلکہ یہ عید ان کی نجات کا بھی موجب بن جائے گی۔ ان سے خدا بھی راضی ہو گا اور اس کا پیارا رسولؐ بھی راضی ہو گا۔"(خطبات طاہر)

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک کی ساری ہی برکتیں عطا فرمائے، ہماری سارے روزے دعائیں اور ہر نیکی خدا کی رضا کی خاطر ہو اور عند اللہ مقبول ہو۔ آمین

نوٹ: اس مضمون کی تیاری میں قرآن کریم، تفسیر کبیر، کتب احادیث میں سے صحیح بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابو داؤد، ریاض الصالحین، حدیقۃ الصالحین اور منتخب احادیث۔ اس کے علاوہ ملفوظات، روحانی خزائن، تحفۃ الصیام، فقہ احمدیہ، خطبات طاہر، خطبات مسرور سے بھی استفادہ کیا گیا۔